یادوں کا درد دل کی تہوں میں اتار کر
کتنے عظیم لوگ جُدا ہم سے ہو گئے

مُجاہدین افغانستان کی عُبوری حکُومت کے سربراہ
جناب انجنیئر احمد شاہ کا پیغام تعزیت

اسلام کے دلیر سپاہی اور جان نثارِ حق جنرل محمد ضیاء الحق کی دِل سوز شہادت ایسا غم انگیز حادثہ تھا جس نے افغانستان کے شہید پرور مسلمان عوام، مجاہدین و مہاجرین اور دنیائے اسلام کو نہ صرف یہ کہ یکساں سوگوار بنایا بلکہ انہیں خوُن کے آنسوُ بہانے پر مجبوُر کیا۔

مجاہدین کی عبوُری حکومت، اس مرد مومن اور سپہ سالار اسلام کی شہادت کو، افغانستان کے مومن عوام اور جہاد افغانستان کے لیے فتح اور کامرانی کا پیش خیمہ سمجھتی ہے، شہادت کبھی رائیگاں نہیں جاتی اور کسی نہ کسی رنگ میں سرفرازی کی علامت بن کر اُبھرتی ہے۔

عبوُری حکومت اس المناک سانحہ کے موقع پر افغان عوام کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام اور پوری امتِ مسلمہ سے اظہار ہمدردی کرتی ہے

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

احمد شاہ، عبوری حکومت کے سربراہ

حجۃ الاسلام علامہ سید عارف حسین الحسینی کی شہادت کی مناسبت سے

جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر جناب

پروفیسر برہان الدین ربانی کا

پیغام تسلیت

حجۃ الاسلام علامہ سید عارف حسین الحسینی کی شہادت کا المناک حادثہ جو اسلام دشمن عناصر اور روسی ایجنٹوں کے بزدلانہ منصوبے کے تحت رونما ہوا۔ خون و شہادت کی سرزمین افغانستان کے جیالے مجاہدوں کے لئے نہایت درد انگیز اور مایۂ تاثر بنا۔ اس خونین حادثے کی وجہ سے افغانستان کے جیالے مجاہدین اپنے ایک سرگرم عمل اور باکردار بزرگ کی دعاؤں سے محروم ہو گئے۔

ہم اسلام دشمن عناصر کے اس بزدلانہ اور ظالمانہ عمل کی شدت سے مذمت کرتے ہوئے اسلام کے دشمنوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ اس مرد مبارز راہِ اسلام کے ہمہ سرپیکار مجاہد اور مسلمانوں کے درمیان اتحاد کے علمبردار و علامت کی شہادت سے ان کی مشن پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اور بدستور جاری رہے گا۔

ہم علامہ مرحوم سید عارف حسین الحسینی کی شہادت کی وجہ سے جامعۂ روحانیت اور تمام مخلص مسلمانوں، ان کے سوگوار خاندان اور "محمد" ان کے فرزند گرامی سے تعزیت کرنے کے ساتھ دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں شہداء کے اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ روحش شاد باد اور توحید و سنت کے وہ راستہ جو انہوں نے اپنایا تھا جاری رہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(برہان الدین ربانی)

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق
کی یاد تا زندگی ہمارے دلوں میں تازہ رہے گی،

سید عبداللہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عظیم راہنما اور عظیم المرتبت صدر جنرل محمد ضیاء الحق ایک ایسے نازک موقع پر ہم سے بچھڑ کر آخرت کے راہی ہوئے جب کہ دشمنانِ اسلام ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہیں لے رکھا ہے۔ اور مرحوم صدر دنیائے اسلام کے واحد رہنما تھے۔ جن سے اسلام کی حفاظت کی توقع کی جا سکتی تھی

اخبارات کے مطابق مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے بروز بدھ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو دن کے وقت چار بجکر دس منٹ پر اپنے دیگر رفقائے کار سمیت سی ۱۳۰ خصوصی طیارے کے ذریعے بہاولپور سے اسلام آباد واپس تشریف لا رہے تھے کہ لال کمال نامی علاقے میں طیارہ فضائی حادثے کا شکار ہو کر ایک زور دار دھماکے کے ساتھ زمین پر آ گرا اور اس طرح دنیائے اسلام کے یہ عظیم راہنما اپنے ساتھیوں سمیت جامِ شہادت نوش فرمایا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے ہم شہید صدر کے اس عظیم اور ناقابل برداشت غم کا اظہار کر سکیں، دل نڈھال ہے آنکھیں پرنم اور حواس کام چھوڑ گئے ہیں۔ ہم مجاہد حق اور شہید اسلام کے

> شہید صدر ضیاء الحق نے پوری زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزاری اور مردِ مومن کی حقیقی تصویر تھے۔

کیا کیا کارنامے یاد کریں۔ پاکستانی عوام سے ان کی والہانہ محبت۔ یتیموں، بیواؤں غریبوں، معیوبوں اور محتاج لوگوں سے ان کی ہمدردی اور شفقت، جہاں تک افغان مجاہدین اور مہاجرین کا تعلق ہے۔ تو شہید اسلام جناب جنرل محمد ضیاء الحق جہادی مورچوں میں دشمن کے خلاف برسرپیکار افغان مجاہدین کے سب سے بڑے دعا گو اور ہمدرد تھے۔ وہ ہمیشہ فرماتے تھے کہ افغان مجاہدین نہ صرف یہ کہ اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور پاکستانی سرحدوں کے محافظ ہیں۔ بلکہ افغانی جہاد تمام امت مسلمہ کے دفاع کی جنگ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ افغان مہاجرین کی حالتِ زار پر ہمیشہ اظہار افسوس فرماتے رہے اور زور دے کر فرماتے رہے کہ افغان مہاجرین کی باعزت طور پر اپنے وطن واپسی تک ان کی دیکھ بھال جاری رہے گی۔ وہ ہمارے مہربان، حامی، مشفق، ہمدرد اور غمخوار تھے۔

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق ایک راسخ العقیدہ با اصول سچے اور باعمل مسلمان سپاہی تھے اور کبھی بھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی، وطن کا سفینہ سنگین بحرانوں سے کامیابی کے ساتھ نکالا اور قوم کی ترقی اور خوشحالی کی

راہیں ہموار کیں۔ اسلامی نظام کا نفاذ ان کی دلی خواہش اور تمنا تھی اور انہوں نے اس مقصد کے حصول کے لئے مثالی اقدامات کئے شہید صدر ضیاء الحق نے پوری زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گزاری اور مردِ مومن کی حقیقی تصویر تھے۔ وہ اپنی پوری زندگی حتیٰ کہ برطانوی نوآبادیاتی دور میں بھی انگریز کمانڈروں کے سامنے پنجگانہ نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔

وہ افغان مہاجرین و مجاہدین کو صبر تحمل کی نصیحت فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ افغانستان کے بارے میں شہید صدر کا موقف مجاہدانہ اور غیر متزلزل تھا۔ جب کسی مجلس میں کسی صحافی یا دوسرے شرکت کرنے والے کی زبان سے مسئلہ افغانستان اور مجاہدین کے حق میں نیک کلمے نکلتے تو مجاہد اسلام صدر ضیاء الحق کے چہرے مبارک پر خوشی طاری ہو جاتی۔

مسئلہ افغانستان سے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی والہانہ محبت اور دلچسپی تھی۔ گذشتہ دنوں ملک بھر کے اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان کو ایک بریفنگ کے دوران انہوں نے سب مدعوئین سے درخواست کی تھی کہ مسئلہ افغانستان کے بارے میں ضرور کچھ نہ کچھ باقاعدگی سے لکھا کریں۔ وہ افغانستان کے مسئلے کو عالم اسلام کا مسئلہ سمجھتے تھے۔

مختصر یہ کہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق ہماری جدوجہد کے پرجوش حامی، مجاہدین کے ہمدرد، بے سہارا مہاجرین کا سہارا اور ہماری کامیابی، فتح اور نصرت کے دعاگو تھے۔ ہمارے مجاہد عوام نے جب سے گھر بار چھوڑ کر پاکستان کی اسلامی سرزمین پر پناہ لی ہے، اور مجاہدین نے جب سے افغانستان کی آزادی کے لئے جہاد شروع کیا شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی تمام تر

> **مرحوم صدر نے افغانستان میں غیر ملکی فوجی مداخلت کے خلاف آواز بلند کی جس کی گونج ساری دنیا میں سنی گئی۔**

ہمدردیاں اور دعائیں ہمارے ساتھ رہیں۔ جس سے مجاہدین کے حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے رہے اور مایوسیوں نے کبھی بھول کر بھی ان کا سامنا نہیں کیا۔

اب جب کہ ہمارے صادق غمخوار اور ہمدرد شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق دائمی طور پر ہم سے جدا ہوگئے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم دشمن پر ایسی کاری ضرب لگا کر شکست دینگے جس کے بعد افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی بنیاد یقینی ہو اور اس طرح شہید صدر کی روح کو خوش کریں گے۔

اس نازک اور تاریخ ساز مرحلے میں ان کی شہادت نہ صرف پاکستان پاکستانی عوام، افغان مجاہدین و مہاجرین بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ان کی شہادت موجودہ صدی کا ایک عظیم المیہ ہے۔

افغان مجاہدین و مہاجرین کا ہر فرد، مرد و عورت، بوڑھے، جوان اور بچے اپنے مشفق کی جدائی میں ماتم کناں ہیں اور سبھی اپنے عظیم ہمدرد اور حامی شہید صدر کے اس المناک شہادت کی وجہ سے سوگوار ہیں

افغان مہاجرین و مجاہدین سب کے سب اس ناقابلِ برداشت صدمے میں پاکستانی عوام، حکومت اور مرحومین کے لواحقین کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

ہر مہاجر و مجاہد افغان دست بدعا ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور بہاولپور کے قریب المناک فضائی حادثہ میں دیگر شہداء کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اللہ تعالیٰ انہیں مغفرت نصیب فرما دے اور انہیں اپنا دیدار اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے ان کے سوگوار خاندانوں اور سارے پاکستانی عوام اور حکومت کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے آمین ثم آمین

صدر ضیاء الحق شہیدؒ

شہادت پا گئے صدر ضیاء الحق محرّم میں
صفِ ماتم بچھی ہے اُن کے غم میں بزمِ عالم میں
الٰہی تھی خبر اِس حادثے کی غم فزا کتنی
کوئی سُن کر ہُوا بے دم کوئی گُم شدّتِ غم میں
جگہ ہر دل میں اُن کی ہر زباں پر ذکر ہے اُن کا
ہزاروں لوگ ہیں مصرُوف ہر سُو اُن کے ماتم میں
وطن والوں کو مُدّت تک نہ ان کی یاد بھُولے گی
کہ بعد قائدِ اعظمؒ وہ ہیں محبُوبؒ تر ہم میں
یُونہی بنتے ہیں میدانِ وفا میں قوم کے ہیرو
انہی سے روشنی ہے قوم کے ایوانِ محکم میں

ملے گا جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام اُن کو
شہیدوں کا ہے اعلیٰ مرتبہ ابنائے آدم میں

—— اصغر حسین خاں نظیر لودھیانوی

شہیدِ اسلام شہیدِ جہادِ افغانستان

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زندگی خدا کی امانت ہے اور موت زندگی کی امانت۔

یہ ہمارا راسخ عقیدہ اور ایمان ہے کہ ایک نہ ایک دن انسان کو موت کا مزہ چکھنا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "کلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت" لیکن اکثر اموات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی خبر سن کر انسان بے خود اور نڈھال ہو جاتا ہے۔

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء سہ پہر کا وقت تھا میں اپنے گھر کے آنگن میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ اچانک فضا میں ایک زوردار جھکڑ چلنے لگا۔ صاف اور روشن فضا خون کی لالی میں رنگی جانے لگی۔ فضا اور سماں نے جلد ہی اپنا رخ بدل لیا۔ اچانک میرے ذہن میں بزرگوں کے وہ جملے یاد آنے جو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر اچانک فضا میں یوں تبدیلی آجائے تو ضرور کہیں نہ کہیں بے گناہ قتل ہوا ہوتا ہے۔ میں اسی سوچ میں ڈوبا تھا کہ ٹی وی پر اچانک جناب "اظہر لودھی" کی غمزدہ آواز میں یہ اندوہناک خبر سنی کہ جناب صدر جنرل محمد ضیاء الحق بہاولپور کے قریب ایک فضائی حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہاولپور سے سات کیلومیٹر کے فاصلے پر دریائے ستلج کے کنارے (لال کمال) نامی گاؤں کے قریب صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا طیارہ حادثے کا شکار ہو گیا اور اس طرح صدر کے علاوہ طیارے میں سوار پانچ عظیم جرنیلوں کئی افسروں اور تجربہ کار پائلٹ نے اس حادثے میں جامِ شہادت نوش کیا اور اس طرح نہ تنہا طیارے میں سوار اُن تیس گھرانوں کے چراغ ہمیشہ کے لئے بجھ گئے بلکہ دنیائے اسلام کے گھر گھر میں صف ماتم بچھ گئے۔

پاکستان کے مومن اور دیانت دار مسلمانوں اور ہمارے افغان مہاجر و مجاہد بھائیوں اور امت مسلمہ کا وہ چمکتا ہوا ستارہ جو ہر لحظہ کرۂ ارض کے ہر ذرّے کو اسلام کی تابندہ روشنی سے منور کرنے کی خاطر چمک رہا تھا آفاق سے ٹوٹ کر پاش پاش ہو گیا۔

جناب شہید صدر محمد ضیاء الحق کی رحلت کی یہ المناک خبر "آناً فاناً" جنگل کی آگ کی طرح دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گئی۔ ہاں! اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ جناب صدر اسلام کے ایک سچے سپاہی تھے۔ انہوں نے اسلام کی سربلندی اور پاکستان میں نفاذ شریعت کے لئے جو قدم اٹھایا تھا انہیں ہرگز بھلایا نہیں جا سکتا۔ اسلام کے ساتھ اُن کے گہرے لگاؤ کا ایک اور ثبوت یہ ہے کہ شہید صدر کی خارجہ پالیسی میں سب سے اہم اور نمایاں پالیسی افغان مسئلے کے بارے میں تھی۔ شہید موصوف نے اپنے اقتدار کے آغاز سے نہتے مگر جری افغان مجاہد عوام کی جدوجہد آزادی کے بارے میں جو اصولی موقف اختیار کر رکھا تھا وہ آخر دم تک اس پر ڈٹے رہے۔ اگرچہ انہیں اکثر و بیشتر اندرونی اور بیرونی دباؤ اور دھمکیوں کا سامنا رہا جو ملک میں داخلی انتشار، دہشت گردی اور تخریب کاری کو جنم دے کر بے شمار بے گناہ شہریوں

کی ہلاکت کا باعث بنا۔ مگر اس مردِ مومن مردِ حق کے پایۂ ثبات میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی بلکہ انہوں نے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک افغان مسئلے کے بارے میں اپنے اصولی موقف کی نشاندہی کی اور افغان مجاہد عوام کی جدوجہد آزادی کی تعریف کرتے ہوئے اپنی ہمدردیوں کا ہمیں پورا یقین دلایا۔ یہی ان کے راہ اسلام کے شاندار کارناموں میں ایک ایسا کارنامہ ہے۔ جسے تمام عالم اسلام، غیر جانبدار ملکوں اور عالمی برادری کی تائید اور حمایت حاصل ہوئی تھی۔

جہاد افغانستان جو آج اپنی کامیابی کی منزل کے قریب ہے۔ جناب شہید جنرل محمد ضیاء الحق کی ہمدردیوں کی مرہونِ منت ہے۔

روس ایک سپر پاور ہے جو افغانستان میں اپنے پاؤں جمائے بیٹھا ہے مگر صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے اللہ تعالیٰ کو اپنا حامی و مددگار سمجھ کر دنیا کی کسی بھی بڑی طاقت کے سامنے اپنا سر نہیں جھکایا اور اس طرح افغان مجاہد عوام کے حق میں نعرہ لگا کر پاکستان کو وہ وقار اور مقام بخشا، جس کی کوئی مثال نہیں۔ یہ سب جناب شہید صدر کے اصولی موقف کا نتیجہ تھا کہ نہتے مگر جیالے مجاہدوں نے روسیوں کی ناک میں دم کر کے انہیں مجبور کیا کہ وہ افغانستان سے نکل جائے۔ مگر افسوس آج جب کہ ہماری آزادی کی منزل قریب آپہنچی ہے۔ ہمارے مشفق اور مہربان اور جہاد افغانستان سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنے والا عظیم دوست شہید اسلام جنرل محمد ضیاء الحق ہم سے بچھڑ گئے۔ لیکن ان کی بے مثال قربانیاں، ان کے وہ سود مند دینی نصائح اور وہ شاندار کارنامے جو انہوں نے آزادی افغانستان اور عالم اسلام کے لئے انجام دیے ہیں ان کے نام کو تاقیامت زندہ و تابندہ رکھے گا۔

یہ فطرتی امر ہے کہ ہر فانی انسان کی طرح شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو بھی لامحال ایک نہ ایک دن اپنا رختِ سفر باندھنا تھا۔ چنانچہ اللہ کی رضاء کے مطابق انہوں نے اسلام کے سچے سپاہی کی وردی پہنے خدمت خلق اور خدمت اسلام کی راہ میں شہادت پائی جناب شہید موصوف کو بچپن ہی سے اسلامی اقدار اور روایات سے والہانہ وابستگی تھی اور یہی ان کی سب سے بڑی پہچان ہے کہ وہ اسلام کے صدیق خادم تھے۔ ان کی بس یہی یگانہ آرزو تھی کہ وہ امت مسلمہ کو ایک اسلامی جھنڈے تلے ایک پلیٹ فارم پر متحد کر کے انہیں اسلامی رشتۂ اخوت کی ایک لڑی میں پرو دیں۔ چنانچہ اس اسلامی فریضے کی ادائیگی میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ شب و روز انتھک محنت کی اور کسی بھی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا وہ اسلام کے شیدائی اور عاشقِ رسولؐ تھے۔ اسلام کی سچی تڑپ ان کے دل و دماغ میں رچی بسی تھی۔

جناب شہید ایک خوش خلق، ملنسار، حلیم الطبع، متواضع، غریب پرور، خدادوست اور محب وطن شخصیت تھے۔ یعنی انسانیت کے وہ سبھی کمالات اور جوہر جو ایک سچے مسلمان میں ہونے چاہئیں اُن میں پائے جاتے تھے۔

جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اسلام دوستی کا سب سے زیادہ اور خوشگوار احساس ان کی افغان پالیسی سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو انہوں نے افغان نہتے مجاہد عوام کے لئے وضع کر رکھی تھی گذشتہ دس برسوں کے دوران افغان مسئلے کے بارے میں انہوں نے روس اور

مرحوم صدر مسلمان ممالک میں اتحاد کے داعی اور مجاہدین افغانستان کی کامیابی کے لیے دن رات دست بہ دعا تھے، اسلام کے لیے آپ کی انتھک کوششیں تاریخ کا ایک سنہرا باب بن چکا ہے۔

—— پروفیسر برہان الدین "ربانی"

ان کے متحدین کی پرواہ کئے بغیر افغان جہاد کے حق میں آواز بلند کی اور اپنی پشت پناہی اور حمایت کا علی الاعلان اظہار کیا،

انہوں نے جہادِ افغانستان کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں بھلایا نہیں جا سکتا۔ اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ کہ جناب شہید صدر امت مسلمہ کے ایک بے باک رہنما تھے وہ اکثر محافل میں جب کبھی تقریر فرماتے تو مسئلہ افغانستان کا ذکر اور ہمارے جیالے مجاہدوں کے شاندار کارناموں کی ضرور تعریف فرماتے اور کہتے کہ اگر آج ہم ایک مسلمان ہونے کے ناطے سے اپنے افغان مسلمان بھائیوں کو تنہا چھوڑ دیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم اپنے جاگتے ہوش اور دیکھتی آنکھوں کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کو دہکتی ہوئی آگ کی بھٹی میں جھونک رہے ہیں اگر ہم اسلامی اقدار کی روشنی میں افغان جہاد کی حمایت نہ کریں تو یہ اسلام کی صریحاً نافرمانی ہوگی۔ اگر آج ہم روسیوں کے وحشیانہ عمل کی مذمت نہ کریں اور انہیں خونخوار بھیڑیوں کی طرح آزاد چھوڑ دیں۔ تو یہ بھی اسلامی تقاضے کے خلاف ہے۔

آج افغان مجاہدین جو جنگ روسیوں کے خلاف لڑ رہے ہیں وہ صرف اپنے ملک کی جنگ نہیں لڑ رہے۔ بلکہ پاکستان کی دفاع کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں، ان کا یہ جہاد عالم اسلام کا جہاد ہے اگر ہم آج ان کی حمایت چھوڑ دیں اور خدانخواستہ افغان مجاہدین اپنی جہادی مشن میں ناکام ہو گئے۔ تو اس میں کچھ شک نہیں کہ کل روسیوں کا حملہ پاکستان پر ہوگا۔ وہ پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ جب کبھی وہ افغان جہاد کا ذکر چھیڑتے تو ان کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں اور گلوگیر لہجے میں فرماتے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے افغان مہاجر بھائیوں کی حتی المقدور خاطر تواضع کریں انہیں موقع نہ دیں کہ وہ ہم سے ناراض ہوں ہمیں ان کی اچھی طرح مہمان نوازی کرنی

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی وفات سے دنیا ایک عظیم مدبر سے محروم ہو گئی ہے

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

چاہیئے۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ملت پاکستان وہ خوش نصیب قوم ہے۔ جسے آج ۳۵ لاکھ افغان مسلمان بھائیوں کی طویل میزبانی کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ بھی جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی فہم و فراست کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

ہمیں جناب صدر شہید کے قائدانہ اور مدبرانہ صلاحیتوں پر ناز تھا۔ ان کے نام پر فخر تھا۔ جب کبھی وہ کسی محفل میں تشریف لاتے تو محفل کا رنگ نکھر آتا ہر کوئی ان کی والہانہ تقریر کو بغور سن کر داد دیتا مگر آج جب ہم ان کے نام کے ساتھ مرحوم کا کلمہ سنتے ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے

جناب شہید موصوف نے بقائے اسلام اور اسلامی قدروں کو فروغ دینے کے لئے شب و روز انتھک محنت کی جسے پاکستانی عوام تو کیا امت مسلمہ اور عالمی برادری میں بھی انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے ملت اسلامیہ کے خادم کی حیثیت سے پوری دیانتداری اور لگن کے ساتھ اپنے ملک و قوم اور ملت اسلامیہ کی خدمت کی خاص طور پر انہوں نے جہاد افغانستان کے بارے میں جو خدمات انجام دیئے ہیں میرے پاس وہ الفاظ نہیں جس کے ذریعے میں ان کا شکریہ ادا کروں، خوف خدا حب رسولؐ ان کی رگ رگ میں سمویا ہوا تھا اپنی صداقت اور سچائی کی وجہ سے عالم انسانیت انہیں ہمیشہ یاد رکھے گی یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اچانک اور المناک موت امت مسلمہ کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے اس المناک موت کی وجہ سے آج امت مسلمہ اور خاص طور پر پاکستان اور افغانستان کے غیور عوام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے درمیان وحدت قائم کریں۔ اپنے حوصلے بلند رکھیں اسلام دشمن عناصر پر کڑی نظر رکھیں تاکہ وہ امت مسلمہ کے لئے کوئی اور نیا گل نہ کھلائے ہم مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ ابتلاؤ اور آزمائش

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اپنے آپ کو اسلام کا سپاہی سمجھتے تھے اور مسلمان کی حیثیت سے ان کی توانائیاں صرف پاکستان کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لیے نہیں تھیں بلکہ پورا عالم اسلام اُن کی توجہ کا مرکز تھا۔

کی گھڑی میں کسی بھی اسلامی ملک کو اکیلا نہ چھوڑیں۔

جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے خاکی جسد کو جس شاندار مراسم کے ساتھ شہید شاہ فیصل مسجد کے احاطے میں سپرد خاک کرنے کا جو فیصلہ صدر پاکستان جناب غلام اسحٰق خان اور رفقائے کار نے کیا ہے وہ قابل صد ستائش ہے۔ واقعتاً شہید صدر اس اعزاز کے مستحق تھے۔

آج ایک شہید کی تعمیر کردہ فیصل مسجد میں اسلام کا ایک اور متوالا شہید صدر ضیاء اپنی آخری آرامگاہ میں پاکستان کی ترقی اور افغانستان کی آزادی کے منتظر ہیں، شاید خدا کو یہی منظور تھا۔

جس طرح ہمارے پاکستانی انصار بھائی اس المناک المیہ سے متاثر ہوئے اس سے کہیں زیادہ یہ صدمہ ہمیں اور ہمارے افغان مہاجرین و مجاہدین جو درۂ خیبر سے لے کر کراچی اور گلگت سے لے کر بولان تک پاکستان کی پاک سرزمین پر پناہ لیتے ہوئے ہیں پہنچا۔ ہماری خیمہ بستیوں کے گھر گھر میں صف ماتم بچھ گئے، چھوٹے، بڑے مرد اور عورتیں دھاڑے مار کر زار و قطار رو رہے تھے۔ ان کی گریہ و آہ و زاری اور اشک ریزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے مسلمان بھائی سے کس قدر محبت تھی۔ کاش وہ زندہ ہو جاتے اور دیکھ لیتے کہ ہمیں اپنے اسلامی قائد سے کس قدر محبت ہے۔ ہماری خیمہ بستیوں میں ایک منظم پروگرام کے تحت شاندار غائبانہ نماز جنازہ کا اہتمام کیا گیا دن رات قرآن خوانی کی گئی اور ہمارے افغان بھائیوں نے اپنی اشکبار آنکھوں کے ساتھ شہید ضیاء الحق کے لئے دعائے رحمت و مغفرت طلب کی اسلام کے اس سچے سپاہی کے لئے ہمارے پاس نیک دعاؤں کے سوا اور کیا تحفہ ہو سکتا ہے۔

اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کی سپریم کونسل نے بروقت صدر شہید کو شہید جہاد افغانستان کا خطاب دے کر ایک شاندار کارنامہ انجام دیا۔

کابل میں واقع پُل خشتی نامی جامع مسجد کو شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے نام سے مسمّیٰ کرنے کا تاریخی فیصلہ ہے جب تک دنیا میں سورج چمکتا رہے گا شہید ضیاء کا نام بھی ضوفشانیاں کرتا رہیگا

ہماری دلی آرزو ہے کہ افغانستان میں ایک اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد ہم افغانستان کے گوشے گوشے میں شہید موصوف کے نام پر شاندار یادگاریں بنائیں گے جو ہماری آنے والی نسلوں کے لئے اس مرد مجاہد مرد مومن کے شاندار اسلامی کارناموں کے آئینہ دار ہوں گے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

افضل ایمان

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے بارے میں پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا: افضل ایمان یہ ہے کہ تم اللہ ہی کے لیے کسی سے محبت کرو اور اللہ ہی کے لیے بغض و نفرت رکھو اور زبان ذکر الٰہی میں لگاؤ

اسلام کے سچے سپاہی بن کر اُبھرے اور اسلام کے سپاہی کی وردی در تن کئے شہادت پائی یہ مقام کس کو میسر آسکتا ہے

عید سعید اضحیٰ کی مناسبت سے جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام رہبر

اُستاد بُرہان الدین ”ربانی“ کا ہزاروں مُہاجرین و مُجاہدین سے خطاب

۲۵ رجولائی ۱۹۸۸ء مطابق دہم ذوالحجہ کو عید سعید اضحیٰ کی نماز جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام رہبر جناب پروفیسر برہان الدین ”ربانی“ کی امامت میں نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ ادا کی گئی۔ نماز عید کے اس عظیم الشان اجتماع میں ہزاروں افغان مہاجرین کے علاوہ ہزاروں فرزندان توحید کے سرکیف مجاہدوں نے جو آئے دن سروں پر کفن باندھے جہاد فی سبیل اللہ میں حصول شہادت کے منتظر ہیں۔ جمعیت اسلامی افغانستان کے رہبر کے خطبے اور ان کی سودمند تقریر سننے کے لئے دور دراز علاقوں سے آکر شرکت کی۔

جناب پروفیسر ”ربانی“ نے اپنے موعظے میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: میں اس اسلامی اور عظ
تہوار کے موقع پر ساری امت مسلمہ
اور خاص طور پر اُن سرفروش افغا
مجاہدوں کو جو عنقریب اپنے جہادی
کو پایۂ کمال تک پہنچانے کے لئے جہا
کے خونیں موریوں کی طرف جانے وا
ہیں تہہ دل سے عید کی مبارکباد پیش
ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہم یہ عید عین

ماہنامہ

مشعل

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

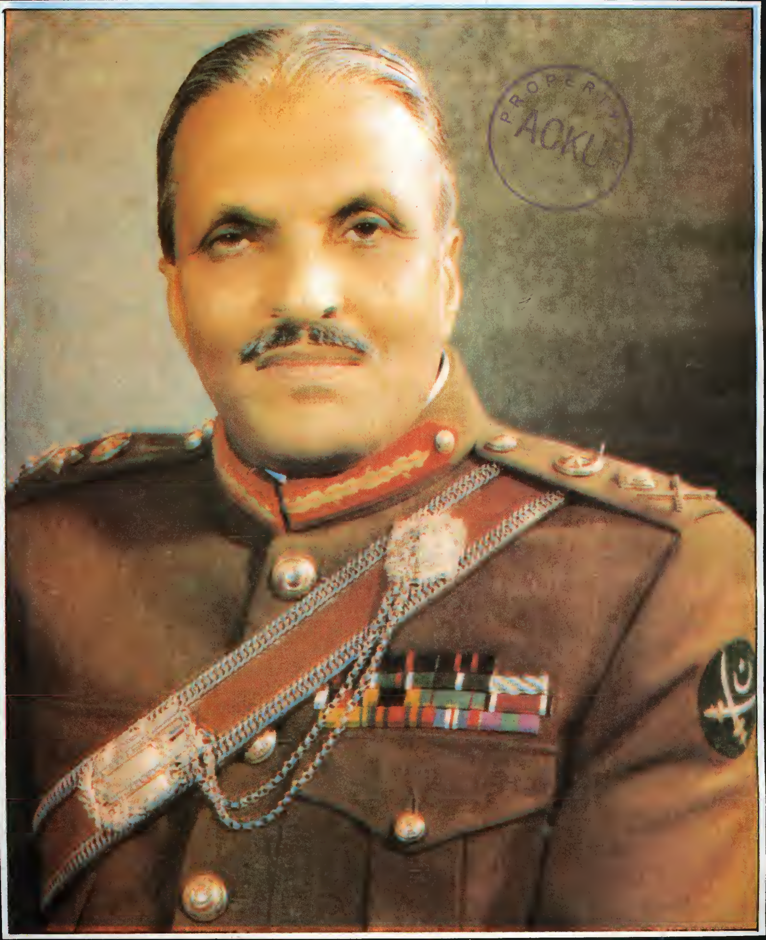
PROPERTY ACKU

شہید اسلام، شہید جہادِ افغانستان صدر جنرل محمد ضیاء الحق

وقت منا رہے ہیں۔ جب اللہ کی نصرت و مدد سے ہمیں اپنی قربانیوں کا صلہ عنقریب ملنے والا ہے۔

عام طور پر ہم عید سعید اضحی کو عید قربان کے نام سے یاد کرتے ہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم عید قربان کے اصل اغراض و مقاصد سے بخوبی آگاہ ہوں، عید قربان کیا ہے؟

گذشتہ زمانوں میں بھی قربانی کا رواج تھا۔ چنانچہ ثمّ بہ ثمّ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کو بھی اس فرائض کی انجام دہی سونپی گئی قربانی بذات خود ایک خاطرہ ہے اور ایک حادثہ جسے ہرگز نہیں بھلایا جاسکتا تاریخ کے طویل اور مختلف ادوار میں بے شمار حوادث نے جنم لیا مگر اُن حوادث کو یوں فراموش کر دیا گیا جیسے وہ اصلاً وقوع پذیر ہی نہیں ہوئے تھے لہٰذا ذرا سوچیئے! غور کیجیئے: کہ یہ قربانی کیسی یادگار ہے جو ابد تک باقی ہے؟ یہ حادثہ اور یہ خاطرہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے لخت جگر فرزند حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی وہ جاودانہ یاد ہے جو دنیا کی تاریخ کا ایک بزرگ حادثہ ہے در تاریخ میں انمٹ زرین حرفوں سے ثبت ہو چکا ہے۔ ذرا غور کیجیئے کہ کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ وہ واقعہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں کنکر پتھر اور کیچڑ سے تعمیر ہونے والی بنا (کعبہ شریف) دنیا کی مقدس ترین جگہ سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ شداد اور فرعون نے بھی عالیشان محل تعمیر کروائے تھے جن میں فن تعمیر فن معماری کی کوئی کسر باقی نہ تھی۔ اُن تعمیروں میں کوئی نقص موجود نہ تھا۔ چنانچہ آج بھی اہرام فراعنہ موجود ہیں۔ لیکن اس کے سوا کہ ان پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔ کوئی اور قدر منزلت کا مقام وہ حاصل نہ کرسکے؛ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنائی گئی وہ بنا مسلمانوں کے دلوں کا مرکز اور خداپرستوں کا کعبہ بن گیا اور وہ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تقویٰ اور خلوص نیت سے بنایا گیا چنانچہ قرآن مجید میں واذن فی الناس بالحج یأتوک من کل فج عمیق۔ دنیا کے مسلمان اس بناء کی زیارت کے لئے وہاں جاتے ہیں اور ایام حج میں اس مقام کی زیارت کرتے ہوئے اس بناء کی عزت کرتے ہیں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ بناء تکمیل کرلی تو خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا:

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ ....

یہ آواز لوگوں کی ضمیر میں گونج اٹھی اور مسلمانوں کی روح نے لبیک کا جواب دیا۔ اور یہ لبیک اس اعلان کا جواب تھا، کہ جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تکمیل کی اور عید کا مقدس دین قرار دیا لہٰذا ہر وہ بناء اور ہر وہ عمل جو تقویٰ پاکی، اخلاص کی بناء پر انجام دیا جائے اسے کوئی طوفان اور آفت نہیں مٹا سکتا۔ وقت و زمان گزرنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی کوئی بھی طاقت اُس پر اثر انداز نہیں ہوسکتی ورنہ ستم گاروں نے کیا کیا ستم خانۂ کعبہ اور اس کے ماننے والوں پر نہیں ڈھائے۔

خانۂ کعبہ کی تقلید کرتے ہوئے یمن میں ابرہہ نے عقیق اور مرجان کا ایک عالیشان محل بنوایا لیکن کسی نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں اور وہ اس لئے کہ قیمتی ہیرے جواہرات اللہ والوں کا دل نہیں خرید سکتے۔ انسان کی طبیعت روح اور مادے کے دو عنصر سے وجود میں آئی ہے۔ لیکن روحی طاقت ایک قوی طاقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے چلے آ رہے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سادہ اور معمولی تعمیر کی جانب لوگ جوق در جوق بصد شوق آتے ہیں اور ابرہہ کی بنائی گئی عالیشان تعمیر کو کوئی نہیں دیکھتا۔

گذشتہ ادوار میں بیشتر تخریب کاروں نے مثال کے طور پر حافظ الاسد کے آباء و اجداد قرمطیا یا باطنیوں نے خانہ کعبہ کو ویران کرنے کی جسارت کی۔ اگر چہ ظاہراً خانہ کعبہ کو تو ویران

کر دیا لیکن اسے جلد دوبارہ آباد کر دیا گیا۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن تھی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ تقویٰ اور خلوص سے بنائی جانے والی تعمیر قیامت تک باقی رہتی ہے اور ظلم و استبداد سے بنائی جانے والی بنا جلد سرنگوں ہو کر مٹ جاتی ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد بھی انہی خاطروں میں سے ایک ہے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد گرامی ہے:

"قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین"

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ خاطرہ عید کے نام سے کیوں باقی ہے؟ اس لئے کہ حق کی راہ میں دل و جان سے دی جانے والی قربانی کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ ہم مسلمانوں کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہیں ہمیں ہر وقت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ چنانچہ تاریخ میں کامیابی کا راز قربانی ہی میں پوشیدہ ہے۔ ہم سب نے قربانی کا ثمر تو دیکھ لیا ہے کہ ہماری قوم نے کیسے دشمن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ ہماری یہ بے مثال قربانیاں بے مقصد نہ تھیں، روسیوں

امیر جمعیت اسلامی افغانستان

کے ساتھ ہماری لڑائی کا مقصد نظامی اقتدار کا حصول نہ تھا بلکہ ہم نے ایک ایسے اعلیٰ مقصد کے لئے قربانیوں کا نذرانہ دیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقصد تھا۔

اذ بوءنا لابراھیم مکان البیت الا تشرک بی شیئاً

خدا پرستی کا اساس توحید ہے لہٰذا جب تک ہمارے ملک میں ایک توحیدی نظام کا قیام عمل میں نہیں آتا۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنا اسلحہ زمین پر نہ رکھیں، ہم آج تک اپنے جہادی مشن کا صرف ایک حصہ طے کر چکے ہیں۔ ابھی ہمیں اور بہت کچھ کرنا ہے۔ جس میں اہم چیز یہ ہے کہ افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آئے۔ ہماری قربانیوں کا نتیجہ اس وقت میسر آئیگا جب افغانستان میں ایک مبنی بر عدل اسلامی حکومت مستقر ہو۔

جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی" صاحب نے اپنی تقریر کے دوران ایک جگہ حاضرین مجلس کو اخلاق اور پند و نصیحت کا درس دیتے ہوئے فرمایا:

کہ میرے عزیز بھائیو! ایام عید صدق و صفا اور محبت کے ایام ہیں ان مبارک دنوں میں اپنے دل و دماغ سے نفرتوں اور بدگمانیوں کو دھو ڈالو اور خلوص نیت اور پاک دلی کے ساتھ شرعی احکامات کو احسن طریقے سے انجام دو۔ پیغمبر اسلام سے پہلے بھی لوگ مناسک حج ادا کیا کرتے تھے لیکن قرآن مجید اس کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وما کان صلاتھم عندالبیت الا مکاءً و تصدیہ۔

کعبے میں ان کی نمازیں فقط چیخ و پکار اور بیہودہ سرائی پر مبنی تھیں عبادت کی شرطیں اور ان کے آداب کی مراعات کئے بغیر تو عبادت نہیں ہوتی اور حج کے موقع پر احرام اس معنے کی ترجمانی کرتا ہے کہ دنیا کی سبھی مادی چیزوں سے قطع علاقہ کر کے اپنے باری تعالیٰ کی طرف رجوع کریں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

قل ان صلاتی و نسکی ومحیای و مماتی للہ رب العالمین

یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انجام دیتا ہے۔ اور حج کے

موقع پر اسلام کا شعار اسی معنیٰ کا مصداق ہے۔ اسی لئے ہماری یہ عید جاہلیت کے دور کی عید نہیں بلکہ ہماری عید تقویٰ و فضیلت، اخلاص اور طہارت کی عید ہے۔ اگر ہمارے بھائیوں کے دلوں میں کوئی بدظنی اور کدورت ہو تو چاہیئے کہ اسے مٹا کر ایک دوسرے کے قریب آجائے آپ یقین کریں کہ ہماری کامیابی کی منزل قریب آن پہنچی ہے انشاءاللہ ہم اپنی آنے والی عیدیں اپنے پیارے ملک افغانستان کی سرزمین پر منائیں گے

استاد ربانی نے اپنے ولولہ انگیز اور مدلل تقریر کے دوران قربانی کے مسائل و فضائل پر مفصل روشنی ڈالی اور اسی طرح حاضرین کو دنیا، جہانِ اسلام اور خاص طور پر افغانستان کی موجودہ سیاسی صورت حال سے آگاہ کیا اور ایران عراق جنگ کے بارے میں اپنے نیک خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی جمہوریہ ایران نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی ۵۹۸ نمبر قرارداد کو قبول کر کے جہان اسلام کے لئے صلح اور یکجہتی کی جانب ایک اہم قدم اٹھایا ہے۔ جنگ بندی کو قبول کرنا اسلامی جمہوریہ ایران کے زمام امور کے چلانے والوں کی مدبرانہ حکمت عملی ان کی دانائی اور ان کی فہم و فراست پر دلالت کرتا ہے جس نے امپریالزم اور صیہونزم پر ایک کاری ضرب لگا دی ہے۔ جیسا کہ دیکھا گیا ایران نے جب سلامتی کونسل کے متذکرہ قرارداد کو قبول کر لیا تو فاشسٹ اسرائیل کے اوسان خطا ہو گئے اور ان کے پلید عزائم ظاہر ہونے لگے۔ اسرائیل نے اس جنگ بندی کے خلاف فوراً اپنی ناراضگی کا اعلان کر دیا۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے رہبر نے اپنے دوسرے خطبے کے اختتام پر افغان جنیا لے مجاہدوں میں وحدت یکجہتی اور امت مسلمہ کی سربلندی اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لئے خاص دعا طلب کی۔

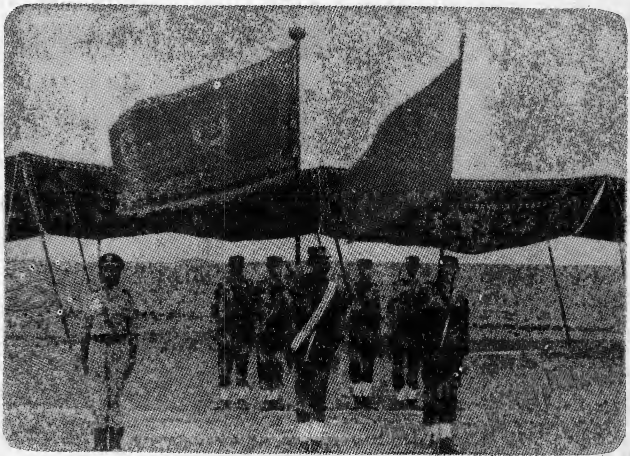

جمعیت اسلامی افغانستان کے مجاہد فوجی افسروں کا ایک دستہ

سیّد عبداللہ

میدانِ کربلا سے افغانستان تک

یوں تو محرم الحرام کا مہینہ خود ایک متبرک اور مجمع الفضائل مہینہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ

ترجمہ: "اے ایمان والو: بے حرمتی مت کرو دین کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی...."

اور محرم الحرام بھی حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ اس لئے یہ مہینہ کسی شک و تردید کے بغیر ایک بابرکت اور قابل قدر مہینہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ قمری سال کی ابتدار بھی اسی مہینے سے ہوتی ہے۔ لیکن یوم عاشوریٰ جو اس مہینے کا دسواں دن ہے اس مہینے کے احترام کو اور بھی بڑھاتا ہے چونکہ لفظ عاشوریٰ عاشرہ سے لیا گیا ہے اور عشرۃ کا معنیٰ ہے دسواں اور عاشورہ بھی محرم کا دسواں دن ہے اس لئے اس دن کو عاشوریٰ کہا جاتا ہے۔

یوم عاشوریٰ کثیر الفضائل کا حامل ہے۔ ان فضائل میں سے صرف چند فضائل کا ذکر کرتے ہیں:

• اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو اسی دن فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دلائی۔

• حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اسی دن بحفاظت اُتر آئے۔

• حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے۔

• حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بارگاہِ رب العزت میں قبول ہوئی۔

• حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے بہ حفاظت باہر نکالے گئے۔

• حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور پھر آسمان پر زندہ اٹھانا اسی مبارک دن ہوا۔

• حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش اسی روز ہوئی۔

• حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی اسی روز واپس لوٹ آئی۔

یہ سبھی احسانات خالق کائنات ربّ جلیل نے اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں یعنی انبیاءؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اس متبرک دِن فرمائے۔ لیکن اس تاریخی اسلامی واقعات کے ساتھ ساتھ جب محرم الحرام کا مہینہ آتا ہے تو میدانِ کربلا کے وہ المناک واقعات جو سید المرسلین ختم الانبیاءؐ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رونما ہوئے تھے بھی ایک بار پھر تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں اور اس سانحے کی یاد ایک بار پھر تازہ ہو جاتی ہے۔

واقعۂ کربلاؔ نے عالم انسانیت کے لئے کیا پیغام دیا اور ہر سال فرزندانِ توحید اس دل ہلا دینے والے سانحے کی یاد کیوں تازہ کرتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ معرکۂ کربلا کی پشت پر کوئی مادی لالچ اور مادی منفعت نہ تھی اور نہ ہی کسی خاندانی عداوت و دشمنی کی بناء پر یہ واقعہ پیش آیا ہے بلکہ صرف اعلاءِ کلمۃ اللہ اور غلبہ کی خاطر پیش آیا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے یزید کے

لئے لوگوں سے بیعت حاصل کر لی تھی اور یزید جیسے فاسق، فاجر اور ظالم آدمی کو اقتدار کی مسند پر بٹھا دیا گیا تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے پیغمبر آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی تھی وہ کس طرح یزید جیسے فاسق آدمی کے ہاتھ بیعت کر سکتے تھے اسی طرح حضرت امام حسینؓ نے حق کا راستہ اختیار کر کے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔ دشتِ سوزاں کربلا میں وہ سارے تکالیف برداشت کئے۔ اپنی جان، اقارب اور دوستوں کی قربانی دی۔ لیکن حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور آوازِ حق ہمیشہ کے لئے بلند رکھی۔ جان کی بازی لگا کر حضرت امام حسینؓ نے اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے خون سے گلشنِ اسلام کی آبیاری کی۔

حق و باطل کی یہ کشمکش خلقتِ انسانی کی تاریخ سے چلی آ رہی ہے اور جب بھی فرزندانِ توحید کو حق کے غلبے کی خاطر ان کے خون کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ تو وہ اپنے خون کے بدلے حق کا بول بالا کرنے میں کامیابی و سرفرازی حاصل کرتے ہیں۔

اگر شہید کربلا امام حسینؓ اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان نہ کرتے اور ان کی قربانی کی وجہ سے کربلا کے دلخراش واقعہ رونما نہ ہوتا تو آج بقائے دین، سلامتی اور اپنے اسلامی تشخص کی حفاظت کے لئے امت مسلمہ کے دلوں میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت نہ ہوتی۔ اگر حضرت امام حسینؓ باطل کے خلاف قیام نہ کرتے اور بے مثال قربانی و ایثار کا مظاہرہ نہ کرتے تو آج تاریخ اسلام میں جذبۂ ایثار اور قربانی کا باب نامکمل ہوتا اور کسی کو یہ جرأت ہرگز نہ ہوتی کہ وہ نعرۂ حق کو بلند کر کے غاصب اور طاغوتی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہوتے

اس لئے یزید کے خلاف حضرت امام حسینؓ کا قیام کرنا اور حق کی بالادستی اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کی راہ میں اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ حق کا بول بالا رہے۔

یہی حالت افغانستان کے نڈر، غیور اور مومن مجاہدین کی ہے دس سال پہلے جب افغانستان کی اسلامی سرزمین پر کمیونزم کے سرخ بادل چھا گئے۔ سرخ سامراج کی سرخ آندھی نے افغانستان کے مسلمانوں اور ایک اللہ کے ماننے والی قوم کو اپنے پلیٹ میں لے لیا۔ کمیونزم کے فاسد نظریات نے اسلام کی جگہ لے لی اور جب حق کے نعرے دبائے جانے لگے۔ تو فرزندانِ توحید نے ایک بار پھر واقعۂ کربلا کی یاد تازہ کیا اور غلبۂ حق کی خاطر امتحانِ خداوندی کے کٹھن اور دشوار گزار راستے پر قدم رکھا اور نہتے ہاتھوں دنیا کی سب سے بڑی مادی قوت کے خلاف اٹھ کھڑے ہو کر نہایت دلیری سے جہاد کا آغاز کیا۔ اب اس جہاد کے دس سال پورے ہوئے ہیں۔ ان دس سالوں کے دوران تیرہ لاکھ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کر لیا ہے۔ پچاس لاکھ سے زائد ہجرت کر کے نہایت مشکل ایام گزار رہے ہیں۔ دیہات ویران اور فصلیں تباہ ہو گئے۔ لیکن ان تمام تر مصائب و آلام اور تکلیف کے باوجود قوتِ ایمانی سے لیس مجاہد اس سرخ سیلاب کے سامنے بند باندھے کھڑے ہیں۔

یہ سنتِ الٰہی ہے کہ حق کو آخر کار غلبہ دیتا ہے اور حق کے پیروؤں اور علمبرداروں کو سرخرو کر کے کامیابی اور فتح سے ہمکنار فرماتے ہیں چنانچہ اسی سنتِ الٰہی کے مطابق آج روس ذلیل و رسوا ہو کر افغانستان سے اپنی فوج نکال رہا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ افغانستان میں مبنی بر عدل و انصاف ایک آزاد اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آئے۔

روزِ عاشورہ حضرت امام حسینؓ کا

یزیدی فوج سے خطاب

"کیا میں نبیؐ کا نواسہ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا بیٹا نہیں ہوں ؟"

امامؓ نے ۷۲ افراد کا لشکر ترتیب دیا اور علم حضرت عباسؓ کے ہاتھ میں دے دیا۔

دسویں محرم کی صبح کو حضرت امام حسینؓ نے حمد و ثنا کے بعد اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور تمہیں مرنے کی اجازت دی ہے۔ تمہیں صبر کے ساتھ لڑنا چاہیئے۔ اس کے بعد آپؓ نے مختصر لشکر ترتیب دیا جو بہتر ۷۲ افراد پر مشتمل تھا۔ زہیر بن قیس کو میمنہ اور حبیب ابن مظاہر کو میسرہ پر مقرر کیا اور اہلِ بیت کے نوجوانوں کو فوج کے قلب میں جگہ دی۔ اپنا پرچم حضرت عباس علمدار کے ہاتھ میں دیا۔ کیونکہ سپاہِ حسینؓ کی پاسداری اور علمداری عباس کو ہی سجتی تھی۔

امام عالی مقام نے دیکھا کہ لشکر یزید موجیں مار رہا ہے اور تا حدِ نظر دشمن کی مسلح فوج نظر آتی ہے۔ امامؓ نے ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور کہا :

یا الٰہی ! بارہا ہر پریشانی کے وقت تو ہی ہمارا سہارا ہے۔ کتنے صدمے ایسے ہیں جن کو دل برداشت نہیں کر سکتے۔ راہ چارہ مسدود ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات میں دوست ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، دشمن طعنہ زنی کرتا نظر آتا ہے۔ ان کو میں تیرے ہی حضور میں پیش کرتا ہوں اور میری شکایت تجھ ہی سے ہے۔ فقط میں اسی لئے تیرے بغیر کسی سے لو لگانا جانتا ہی نہیں اور تو ہی ہر گرفتاری اور مجبوری کو دور کرتا ہے۔ یقیناً تو ہی ہر نعمت کی نہایت اور میرے ہر ہدف کا مرکزِ اُمید، میری ہر آرزو کا حرفِ آخر ہے۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے اور دشمن کی صفوں میں آ کر باآوازِ بلند فرمایا۔

"اے لوگو ! میری غور سے سنو اور جلدی سے کام نہ لو۔ یہاں میرے دوش پر جو تمہارا حق ہے۔ اس کے تحت تمہیں نصیحت کر سکوں۔ میں تمہارے سامنے اس لئے آیا ہوں کہ حقیقت حال بیان کروں۔ اگر تم نے میری بات صحیح سمجھتے ہوئے مان لی اور میرے ساتھ انصاف سے کام لیا۔ تو اس میں تمہاری خوش قسمتی ہے اور اگر تم نے میری بات قبول نہ کیا اور انصاف نہ کیا تو بڑے شوق سے میدانِ جنگ میں مجتمع کر لو۔ اپنی طاقتوں کو اکٹھا کر کے ایک مجھے ایک دم بغیر قتل کر ڈالو۔ میرے لئے میرا پروردگار کافی ہے۔ وہ جس نے قرآن نازل کیا اور وہی نیک بندوں کا مددگار ہے۔"

جب درد میں ڈوبی ہوئی یہ آواز مستورات تک پہنچی تو گریہ و بکا کا

شور بلند ہوا۔ حضرت نے عباس اور علی اکبر کو ان کی طرف بھیجا۔ کہ ان کو خاموش کرو۔ رونے کا وقت ابھی بعد میں آئے گا۔ جب بیبیاں خاموش ہوئیں تو مظلوم امامؑ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام حسینؑ سے پہلے اور ان کے بعد کوئی ایسا متکلم نہیں دیکھا۔ جو آپؑ سے بڑا ہوا ہو۔

"اے قوم! میرے نام و نسب پر غور کرو۔ اور دیکھو میں ہوں کون؟ پھر اپنے گریبانوں میں جھانک کر سوچو کہ میرا خونِ ناحق بہانا اور میری ہتکِ حرمت کرنا تمہارے لئے جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبیؐ کا نواسہ نہیں ہوں اور علی ابنِ طالبؑ کا بیٹا نہیں ہوں۔ کیا سید الشہداء جناب حمزہؑ میرے باپ کے چچا اور کیا جعفر طیارؑ میرے چچا نہ تھے؟ کیا تم نے یہ مشہور و معروف حدیث نہیں سنی۔ حضرتؐ کا فرمان گرامی ہے۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ اگر میری بات کو حقیقت سمجھتے ہو۔ اور واقعتاً حقیقت ہے اس لئے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ اگر تم میری بات کو تسلیم نہیں کرتے۔ تو کچھ مسلمان ایسے ملیں گے جو ہمارے بارے میں تمہیں کچھ بتا دیں گے ذرا اس حقیقت کے بارے میں جابر بن عبداللہ انصاریؓ، ابو سعید خدریؓ، کابل بن سعد سعدیؓ، زید بن ارقمؓ انیس بن مالکؓ سے پوچھو۔ کیونکہ انہوں نے یہ حدیث خود اپنے کانوں سے سنی ہے۔ کیا یہ میری خونریزی کو روکنے کے لئے تمہیں کافی نہیں ہے؟"

اثنائے تقریر میں شمر نے گستاخانہ کلمات ادا کئے۔ تو آپؑ چپ کھڑے رہے مگر حبیب ابن مظاہر نے جواب میں کہا ہاں میں جانتا ہوں کہ تو ستر قسم کی مکاریاں برت لیتا ہے۔ تو بھی سچ کہتا ہے۔ کیونکہ خدا نے تیرے دل پر مہر ثبت کر دی ہے۔ تو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکے گا۔ پھر حضرتؑ نے فرمایا۔ اگر تمہیں اس حدیث کی صحت پر شک ہے تو کیا اس میں بھی شک ہے۔ کہ میں تمہارے رسولؐ کا نواسہ ہوں؟

بخدا مغرب و مشرق میں میرے سوا نبیؐ کا نواسہ کوئی نہیں ہے۔ نہ تم رسولؐ کے کچھ لگتے ہو اور نہ تمہارے آباؤ اجداد تم کہاں اور ہم کہاں؟ میں تمہارے نبیؐ کا لختِ جگر ہوں۔ ذرا یہ بتاؤ میرے قتل پر کیوں تلے ہوئے ہو؟ ہلاکت ہو تم پر۔ مجھ سے ایسے مقتول کا قصاص لینا چاہتے ہو۔ جس کو میں نے مارا ہو یا کسی ایسے مال کا مجھ سے مطالبہ کرتے ہو۔ جس کو میں نے تلف کیا ہو؟ آخر مجھے کس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہو۔ پھر امامؑ نے فرمایا:

اے شیث بن ربعی، اے حجاز بن ابجر اے قیس بن اشعث، اے زید بن حارث! بتاؤ تو سہی کیا تم نے میری طرف خط نہ لکھا تھا۔ کہ درخت سرسبز و شاداب ہیں۔ میوے رسیلے ہو چکے ہیں۔ جلد آیئے بہت سا لشکر آپ کا انتظار کر رہا ہے بولے، ہم نے تو اس قسم کا خط ہی نہیں لکھا تھا۔ فرمایا۔ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ بخدا تم نے ایسا ہی خط لکھا تھا قیس بن اشعث نے کہا۔ "آپؑ یزید کی بیعت کیوں نہیں کرتے؟"

امامؑ نے فرمایا۔ تمہارا قصور بھی نہیں۔ کیا تم محمد بن اشعث کے بھائی نہیں ہو کہ جس پر مسلم بن عقیل کے خون کی ذمہ داری ہے؟ خدا کی قسم! میں ذلت کے ساتھ اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہیں دوں گا اور نہ غلاموں کی طرح موت سے اپنی جان بچا کر بھاگوں گا۔

اے بندگانِ خدا! میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مٹ کے رہو گے۔ اور روزِ حساب ایمان کی حالت میں نہیں آؤ گے پھر اپنی سواری سے اتر پڑے اور عقبہ بن سمعان سے کہا۔ اسے باندھ لیجئے۔ پھر حضرت دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور قرآن اٹھایا اور اسے کھولکر اپنے سر مبارک پر رکھا۔ اور لوگوں سے فرمایا۔

"اے لوگو! یہ قرآن اور سنتِ رسولؐ ہمارے اور تمہارے سامنے موجود ہے اس کے بغیر پیغمبرؐ کی تلوار اور زرہ کو بلند کر کے پوچھا۔ یہ کس کی ہیں؟ سب نے ان کی تصدیق کر دی۔ پھر حضرتؑ نے ان سے سوال کیا۔ بتاؤ مجھے قتل کی دھمکیاں کیوں دے رہے ہو؟ کہنے لگے۔ کیونکہ ہمیں عبیداللہ بن زیاد کا

علم ہے اس مختصر سے وقت میں حضرتؓ نے قوم اشقیاء کو کافی سمجھایا۔ مگر پتھر دل انسانوں پر ذرا بھر اثر نہ ہوا کیونکہ ان کے دل اور ضمیر مر چکے تھے۔ امامؓ کی خاموش تبلیغ کی اثرانگیزی اب ظاہر ہوتی ہے۔ میدان کربلا فوج یزید سے چھلک رہا تھا۔ خون آشام تلواریں نیاموں سے نکلی ہوئی ہیں۔ نیزوں کی انیاں تصادف و تصادم کا انتظار کر رہی ہیں۔ مگر اس ہماہمی میں انقلاب پیدا ہوا۔ حُر کی سوئی ہوئی رگ بیدار ہوئی بے چینی کے عالم میں عمر سعد سے پوچھتا ہے۔

اے عمر سعد! تو واقعتاً امام حسینؓ کو قتل کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ ان معصوم بچوں اور پردہ داروں کو پانی دے دو۔ لیکن عمر سعد نے جواب دیا۔ کہ ہاں خدا کی قسم ایسی جنگ کروں گا کہ گردنیں اُڑتی ہوئی نظر آئیں گی اور ہاتھ کٹ کر گرتے ہوئے دکھائی دیں گے جب حُر نے یہ سُنا تو اپنے لشکر کی طرف چل دیئے۔ مگر جسم میں کپکپی سے رُواں رواں لرز رہا تھا۔ قبیلہ اوس کے ایک شخص نے پوچھا۔ اے حُر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم تو کوفہ کے بہادر ترین شخص ہو۔ کیا جنگ سے ڈر گئے ہو؟

حُر نے کہا اور تو کوئی بات نہیں بلکہ جنت و جہنم میرے سامنے ہیں لیکن میں بہشت کو ترجیح دیتا ہوں۔ چاہے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں اور میرے جسم کو جلا کر راکھ کر دیا جائے۔ یہ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہو کر خیام حسینیؓ کی طرف متوجہ ہوئے حضرت امام حسینؓ نے دیکھا کہ حُر ڈھال کو الٹا کئے ہوئے اور تلوار کو لٹکائے ہوئے آ رہا ہے۔ جناب عباسؓ اور علی اکبرؓ آئے اور پوچھا جنگ کرنے کی نیت سے آئے ہو؟ کہا مجھے امامؓ کی خدمت میں لے چلئے سر جھکائے ہوئے امام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔

" فرزند رسولؐ! میری جان آپ پر قربان ہو۔ میں وہی گنہگار ہوں جس نے آپؓ کو واپس جانے سے روکا تھا اور اس جگہ لے آنے کا سبب بنا اور آپؓ جیسے کریم امام کے حق میں کافی گستاخیاں کی ہیں۔ اگر میں آپؓ سے یہ سلوک نہ کرتا تو یہ ظالم آپؓ کے بچوں پر پانی بند تو نہ کرتے مولا! اب کیا مجھ جیسے روسیاہ کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟

فرمایا: خدا نے تمہارا توبہ قبول کر لیا ہے۔ تم مبارکباد کے مستحق ہو۔ کہنے لگا۔ مولا! اب مجھے اذن جہاد دیجئے اجازت لے کر اس لشکر کے سامنے آئے۔ جس کے وہ سپہ سالار تھے۔ کفار سے خوب لڑے یہاں تک کہ چالیس ملعونوں کو جہنم رسید کیا۔ لڑتے لڑتے زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے اور اپنے آقا کو آواز دی یا ابن اسد اللہ! غلام کی مدد کیجئے۔ امامؓ آئے اور حُر کا خون آلود چہرہ صاف کیا اور اپنا رومال ان کی پیشانی پر باندھ دیا اور بہشت کی خوشخبری دی۔ فرمایا۔ اَنتَ حُرٌ فی الدنیا والآخرۃ یعنی حُر تم واقعتاً دنیا اور آخرت کے حُر ہو۔

اس کے بعد امام حسینؓ کے اعزا اور جان نثار میدان کارزار میں جاتے رہے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوتے رہے۔ دن بھر کی دھوپ سر پر پڑ چکی تھی۔ ساتھیوں اور عزیزوں کے غم نے دل شکستہ کر دیا۔ آخر میں آپ رخصت ہونے کے لئے خیمہ میں آئے اور ایک یمنی چادر کو جا بجا سے چاک کر کے زیب تن کیا۔ تاکہ شہادت کے بعد کوئی ظالم لباس کو لوٹ کر نہ لے جائے۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ امام عالی مقام غمزدہ دل شکستہ تشنہ و گرسنہ ہونے کے باوجود تن تنہا جب تلوار کھینچ کر فوج مخالف پر حملہ آور ہوئے۔ تو تمام گذشتہ بہادروں کے کارنامے محو اور انسانی حافظہ میں قیامت تک اس شجاعت و جرأت کی تصویر محفوظ ہو گئی۔ یزیدی فوج کی سراسیمگی کو دیکھ کر شمر نے فوج کو للکارا اور نئے سرے سے لشکر کو ترتیب دیا۔ سواروں کو پیادوں کے پیچھے کھڑا کیا اور تیراندازوں کو حکم دیا۔ کہ وہ تیر برسائے اتنی شدت سے تیر برسائے گئے کہ آپؓ کا جسم مبارک کانٹوں کی طرح ہو گیا۔ شمر چلایا اور لشکر کو دوبارہ حملہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ بیکراں لشکر امام مظلوم پر چاروں طرف ٹوٹ پڑا۔ اور آپؓ پر تیروں تلواروں اور نیزوں کا مینہ برسنے لگا۔ آپ مجبور

(باقی ص۳ پر)

سید مودیلا

معاہدہ جنیوا اور کارڈووینز

کارڈووینز اقوام متحدہ کے ایک سینئر اور مشکل معاملات کو سلجھانے میں شہرت رکھنے والے افسر تھے جب ۱۹۸۲ء میں انہیں افغان مسئلہ کو سلجھانے کے لئے اقوام متحدہ کے وفد کا قائد مقرر کیا گیا۔ یہ ان کی زندگی کی مشکل ترین ذمہ داری تھی لیکن چھ سالہ مستقل ترغیب اور رازدارانہ دباؤ رنگ لایا اور ایک لاکھ پندرہ ہزار سوویت فوجوں کی واپسی کا معاہدہ ہو گیا۔

سفارتی چابکدستی، مضبوط مستقل مزاجی اور قدرے خوش قسمتی نے ڈیگو کارڈووینز کو جو موجودہ افغان معاہدے کے معمار ہیں۔ کئی عشروں سے مشہور اُن کی اسی حیثیت کو کہ وہ اقوام متحدہ کے "فاتح مشکلات" افسر ہیں۔ مزید مستحکم اور معروف کر دیا۔

جب اُنہوں نے قواعد و ضوابط میں ترامیم کیں۔ تو افغان مسئلہ میں ملوث ہر دو جانب کی حکومتیں پہلو بچانے لگیں۔ آخر کار خاموشی سے رضامند ہوئیں اور ان کے طریقوں کو تسلیم کر لیا۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر پیریز ڈی کوئیار کی ذاتی نمائندے کی حیثیت سے ایلوا ڈورہ کے سفارت کار ۲۲، فروری ۱۹۸۲ء کو اپنے تقرر کے وقت سے افغانستان میں امن قائم کرنے کے سلسلے میں مسلسل بھاگ دوڑ میں لگے رہے ہیں۔

سلامتی کونسل کی جانب سے تفویض کردہ اختیار کے تحت اُنہیں افغانستان سے ایک لاکھ چودہ ہزار سوویت فوجوں کو باہر نکالنے کا معاہدہ کرانا تھا۔ جنہوں نے ۱۹۷۹ء میں وہاں قبضہ کر لیا تھا۔

اس سفارتی ڈرامہ کا مرکزی سٹیج اقوام متحدہ کا جنیوا ہیڈکوارٹر تھا جہاں جون ۱۹۸۲ء میں جنیوا مذاکرات شروع ہوئے تھے۔

لیکن یہ ڈرامہ مذاکرات کی میز کے علاوہ، عمارت کے علیحدہ علیحدہ حصوں میں پھیلا گیا۔ کارڈووینز کوئی سفارتی راز بتائے بغیر اس وقت جنیوا مذاکرات کے اجلاسوں میں خود بہت سی تجاویز پیش کرتے تھے۔ جب مذاکرات میں جمود آجاتا تھا۔

سوالات کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ "یہ امن کے حصول کا ایک عمل ہے۔ جس کا انحصار جنیوا اجلاس پر ہی نہیں۔ اس میں دیگر عوامل بھی شامل ہیں۔ لوگوں کے پاس ٹیلیفون ہیں وہ خط لکھتے ہیں، وہ سفر کرتے ہیں وہ مختلف جگہوں پر ملتے ہیں۔ پس اس لئے یہ مذاکرات، بحث و مباحثہ اور مشاورت کا مسلسل عمل ہے۔"

جنیوا مذاکرات کے اجلاسوں کے دوران کارڈووینز اسلام آباد اور کابل کے درمیان گشت کرتے رہے۔ یہ دو دارالحکومت تھے۔ جنہیں وہ سوالی و جوابی کہتے۔

اپریل ۱۹۸۲ء سے اپریل ۱۹۸۴ء کے دوران وہ تین مرتبہ تہران میں ایرانی لیڈروں سے ملے۔ ایران جہاں بیس لاکھ افغان مہاجرین پناہ لئے ہوئے تھے۔ جنیوا مذاکرات میں شریک نہ ہوا۔ تاہم کارڈووینز اُنہیں جنیوا مذاکرات کی کارروائی سے برابر مطلع کرتے رہے،

نیویارک یا جنیوا میں ایرانی حکومت کے نمائندوں سے ملاقات کرتے رہے انہوں نے واشنگٹن اور ماسکو سے مشورہ کیا جنہوں نے جنیوا معاہدے پر بطور ضامن دستخط کئے ہیں۔ یہ کارڈوویز کی چھ سالہ کاوشوں کا نتیجہ تھا۔

دونوں سپرپاورز اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے پندرہ اراکین میں شامل ہیں اسی سلامتی کونسل سے کارڈوویز نے اختیار حاصل کیا تھا۔ تین دیگر مستقل نمائندے برطانیہ فرانس اور چین بھی مذاکرات سے باخبر رکھے گئے۔

پس منظر میں کارڈوویز اپنے پورے اختیارات استعمال کر کے روسیوں کو افغانستان سے باہر نکال دینا چاہتے تھے جہاں تک دوسرے مسائل کا تعلق ہے خاص طور سے قومی یکجہتی کا قیام خانہ جنگی کی صورت میں یا جنگ کے بعد کابل حکومت کا معاملہ کارڈوویز کے بقول یہ وہاں کا اندرونی معاملہ ہے اور اقوام متحدہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اندرونی معاملات کو افغانوں کے متحارب گروپ خود طے کریں گے۔

تاہم ایک موقع پر جب یہ محسوس کیا گیا۔ کہ سابق شاہ افغانستان شاہ ظاہر شاہ کی واپسی ایک قابل قبول حل ہے۔ تو کارڈوویز فوراً روم پہنچے اور خفیہ طور پر ظاہر شاہ سے ملاقات کی۔

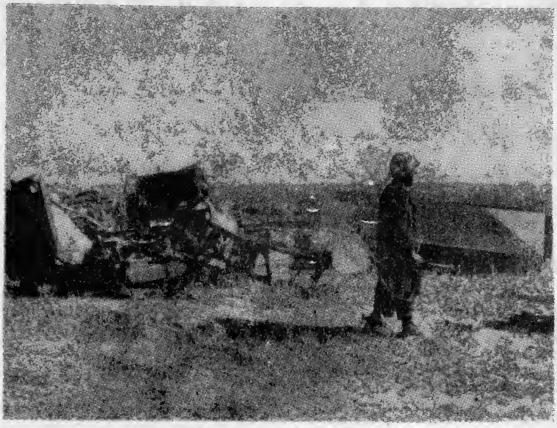

زچ کو دینے والے اور پاگل بنا دینے والے ناکامی کے لمحات میں بھی کارڈوویز اس قابل تھے۔ کہ وہ پاکستان اور افغانستان کو ٹھوکا دیکر قریب لاسکیں کہ وہ کوئی مطابقت کی راہ نکال سکیں۔ یہاں تک کہ جب دونوں پارٹیاں بالکل اپنی اپنی جگہ جامد ہو گئیں۔ انہوں نے مواصلات کی لائن کھلی رکھی۔ واشنگٹن اور ماسکو پر اپنے ترغیبی دباؤ کے تحت وہ اس قابل ہو گئے کہ بلاواسطہ دونوں مشرقی ملکوں اور اس کے ساتھ ساتھ [illegible] کے ذریعے مجاہدین پر بھی اثر انداز ہو سکے۔ یہ ایک سفارتی ترکیب تھی۔ جسے کارڈوویز نے بڑی مہارت اور مؤثر طریقے سے استعمال کیا لیکن وہ تبدیلی جس نے مذاکرات کو کامیابی کے دور میں داخل کر دیا۔ باہر سے آئی تھی۔ مذکورہ تبدیلی ماسکو اور واشنگٹن کے بدلتے ہوئے تعلقات کا نتیجہ اور سوویت لیڈر میخائل گورباچوف کے رویہ کی پیداوار ہے۔

امن قائم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کا یہ ایک طے شدہ اصول ہے جب بھی یہ دو سپرپاورز خوشی سے نہ سہی ویسے ہی لڑنے کی راہ پر نہ ہوں تو معاملات طے کرنا ممکن ہو جاتا ہے لیکن جب یہ خنجر کی نوک پر ہوں۔ تو اقوام متحدہ انجام کار بیسود ثابت ہوتا ہے۔

جنیوا سمجھوتہ کارڈوویز کے سیاسی اور سفارتی کیریئر کی معراج ہے۔ یہ کیریئر اس وقت سے شروع ہوا تھا۔ جب وہ چلی یونیورسٹی میں پولیٹیکل سائنس اور قانون کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ اپنے

قافلے راہِ جہاد کے

لے کر دلوں میں شوقِ شہادت کے ولولے
وہ جا رہے ہیں جنگ کے میداں کو قافلے

ہر اک قدم ہے حشر کا ساماں لئے ہوئے
ہر عزم فتح و نصر کا امکاں لئے ہوئے

ہر آرزو ہے مضطرب شوقِ جہاد میں
گردش ہے ان کی گردشِ دوراں کی یاد میں

آزادئ وطن کا جنوں لخت لخت میں
حریتِ وطن ہے مقدر میں بخت میں

ہاتھوں میں تھامے حیدرِ کرار کا نشاں
حریت وطن کے لئے ہیں رواں دواں

سینے میں جذبۂ دلِ سوزاں لئے ہوئے
وہ گامزن ہیں جرأتِ ایماں لئے ہوئے

دل میں یقیں ہے نصرتِ فتحِ مبین پر
نازاں ہے چشم حریت ان کی جبین پر

روزِ ازل سے آشنا ان کی حیات ہے
رشکِ حیات جاوداں ان کی حیات ہے

ملک ایکوڈور کے سفارت خانے میں کام بھی کر رہے تھے۔

اُنہوں نے بحیثیت ممبر کانفرنس برائے ٹریڈ اینڈ ڈویلپمنٹ ۱۹۶۳ء میں اقوام متحدہ کے سٹاف میں شمولیت اختیار کی تھی اب یہ کانفرنس اقوام متحدہ کی ایک اہم ایجنسی ہے۔ جس کا صدر مقام جنیوا میں ہے

اس میں بحیثیت سربراہ خصوصی مشن میں سیکرٹری جنرل برما کے او تھانٹ آسٹریا کے کرٹ والڈہائم اور پیرو کے پیریز ڈی کوئیار کے تحت خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے کاموں میں گرینا ڈا ڈومینیکن ری پبلک، مالٹا، لیبیا اور براعظمی تنازعات شامل ہیں۔

فروری ۱۹۸۰ء میں تہران میں واقع امریکی سفارتخانہ میں یرغمال بنائے گئے امریکیوں کے سفارتی بحران میں معائنہ کمیشن کے ساتھ اقوام متحدہ کے سینئر افسر کی حیثیت سے وہ بھی شریک تھے

کارڈوویز ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء کو کوئٹو میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو ایکوڈور کی سیاست میں ایک ممتاز مقام رکھتا تھا۔ جب وہ سنتیاگو میں زیر تعلیم تھے۔ تو ان کی ملاقات چلی کی ایک خاتون ماریا ٹریسا سوٹو سے ہوئی۔ جس سے بعد ازاں شادی کر لی۔ ان کا ایک بیٹا ہے۔ جس نے حال ہی میں امریکہ کی یونیورسٹی اسٹیفورڈ سے گریجویشن کیا ہے۔ یہ جوڑا نیویارک کے فیشن ایبل علاقہ میں ہٹن اپارٹمنٹ میں رہتا ہے۔ جہاں کارڈوویز اپنا تفریحی وقت جو کہ بہت کم ہوتا ہے مطالعہ اور کلاسیکل میوزک سننے میں گزارتے ہیں یا پھر اپنے پرانے مشغلے کارپینٹری پر صرف کرتے ہیں۔

آنے والے ممکنہ برسوں میں شاید وہ اپنے گھریلو شوق اور سرگرمیوں کو زیادہ وقت دے سکیں۔ اب جبکہ افغان تنازعہ کا ایک مرحلہ طے ہو چکا ہے۔ معاہدہ کا نفاذ کارڈوویز اور اقوام متحدہ کے لئے اب ایک اور چیلنج ہے۔ جس کا اعتراف خود کارڈوویز کر چکے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ میں "یہ ایک مکمل معاہدہ نہیں ہے کیونکہ اسے انسانوں نے تخلیق کیا ہے تاہم یہ ایک سمجھوتہ ہے۔ جو حقیقت حال کی عکاسی کرتا ہے۔"

"اس سمجھوتے کی پرکھ اس کے نفاذ میں پوشیدہ ہے۔ اس لئے میں اُمید کرتا ہوں کہ اس کو نفاذ کا موقع دیا جائے۔"

بقیہ: عاشور

ہو کر پشت فرس سے زمین پر تشریف لائے۔ شدید حملوں اور گھمسان کی جنگ میں آپؓ نے فریضۂ الٰہی ادا کیا اور اس وقت آپؓ کی زبان پر یہ تاریخی الفاظ تھے۔

یاد رکھو! اللہ میرے قتل سے انتہائی ناراض ہے۔ میں یہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے ذلت سے اللہ مجھے عزت دیگا اور پھر میرا بدلہ تم سے اس طرح لیا جائے گا۔ جس کا تمہیں اس سے قبل تصور بھی نہ ہوگا۔ یاد رکھو کہ مجھے قتل کرنے کے بعد خود تمہارے درمیان تفرقہ پڑ جائے گا۔ خانہ جنگیاں ہونگی اور بالآخر تمہارا خون بھی بہایا جائے گا پھر اس کے بعد آخرت کی سزا اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس وقت آپؓ زخموں سے چور چور ہو چکے تھے جس کی وجہ سے آپؓ زمین پر گر پڑے اور کھڑے ہونے کی قوت باقی نہ رہی۔ پھر مالک بن نسر یدی نے آپؓ کے سر پر تلوار لگائی۔ ذرعہ بن شریک نے بھی شدید حملہ کیا۔ سنان بن انس نے نیزہ مارا اور شمر بن ذی الجوشن نے آپؓ کے گلوئے مبارک پر خنجر چلایا، جس کو پیغمبر اکرمؐ بار بار بوسہ دیتے تھے اور اس آنے والے کربناک مصائب کو یاد کرکے گریہ فرماتے تھے۔ اس سے مجسمہ حق و عدالت کی شمع حیات گل ہوئی۔ صداقت و راست بازی کی گردن قلم ہوئی اور پیکر تسلیم و رضا کو بڑی بیدردی سے شہید کر دیا گیا اور آسمان سے ندا آئی۔ الاقتل الحسین بکربلا۔ ذبح الحسین بکربلا۔

سمجھوتہ نہیں سازش ہے

چھ سال کی طویل تگ و دو کے بعد ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو افغان مسئلے کے بارے میں اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کے خاص نمائندے جناب ڈیگو کارڈویز کی وساطت سے جو نام نہاد جنیوا سمجھوتہ اس وقت طے پایا جب روسیوں نے اپنی جاگتی اور کھلی آنکھوں سے اپنی ہلاکت کو سامنے دیکھا اور انہیں ہوش آیا کہ وہ کس طرح اپنے دامن کو افغان مجاہدین کے فولادی پنجوں سے چھڑائے۔ بالآخر جنیوا مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا اور وہ اپنے ایجنٹوں کو ایک راہِ نجات تلاش کرنے کے لئے مذاکرات میں شمولیت کے لئے بھیجتا رہا۔

۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو جو سمجھوتہ طے پایا وہ سراسر افغان نہتے لٹے پٹے مگر دلیر مجاہد عوام کی دیرینہ امنگوں آرزوؤں کے منافی تھا اور یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ روسیوں کو باعزت واپسی کا ایک راستہ فراہم کرنا تھا۔ جس دن سے افغان مسئلے کے بارے میں بحث و مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوا تھا ہم نے دوٹوک الفاظ میں اپنے اصولی موقف کا اظہار کر دیا تھا کہ اس مسئلے کو صرف دو اصل فریق ہی حل کر سکتے ہیں۔ ایک روسی متجاوز اور دوسرا فریق افغان مجاہدین۔ ہم نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ اگر کسی نے ہماری موجودیت کے بغیر ہماری امنگوں کو پامال کر کے کوئی فیصلہ کیا تو وہ فیصلہ ہمیں منظور نہ ہوگا۔ مگر ہم بے بس اور مظلوموں کی درد بھری آواز پہ کسی نے کان نہ دھرے اس طرح ہماری طویل جدوجہد آزادی کو سرے سے بے اہمیت قرار دے کر دنیا کی دو بڑی طاغوتی طاقتوں کی ایماء پر ایک سازش کے نتیجے میں یہ ناکام اور ناقابل قبول سمجھوتہ بروئے کاغذ رقم کیا گیا۔ اس شرمناک سمجھوتے کی اہمیت ہمارے نزدیک ایک ردی کاغذ سے زیادہ نہیں۔ اگرچہ ہمارے دشمنوں نے جنیوا سمجھوتہ کے طے پاتے ہی طرح طرح کے شوشے چھوڑنے شروع کر دیئے اور کہا جانے لگا کہ افغان مسئلہ اختتام پذیر ہوا۔ یہ سمجھوتہ افغانستان میں امن کی ضمانت ثابت ہوگا۔ روسی فوجیں افغانستان سے نکل جائیں گی۔ افغان مہاجرین اپنے گھروں کو لوٹ کر چلے جائیں گے اور روس اپنے پٹھو نجیب کی حمایت برقرار رکھتے ہوئے وقتاً فوقتاً اور آڑے وقت اسے فوجی اور اقتصادی امداد فراہم کرتا رہے گا۔ اس کے برعکس افغان مجاہدین و مہاجرین کو بیرون ملک سے ملنے والی امداد کا سلسلہ بند ہو جائیگا یعنی افغانستان میں روسی کٹھ پتلی انتظامیہ برقرار رہے اور افغان مہاجرین ہنسی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ جائیں یہ تھے جنیوا مذاکرات کے چند اہم نکات۔

ذرا سوچیئے! کہ یہ سمجھوتہ جنگل کے کس قانون کے رو سے طے پایا۔ اور ابلاغ عامہ نے جنیوا مذاکرات پر اپنے اخباروں کی سرخیاں بنا کر بڑی آن بان اور مختلف زاویوں سے تبصرے لکھے اگر حقیقت بین نگاہوں سے اس سمجھوتے کا غور سے جائزہ لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ کوئی عادلانہ سمجھوتہ نہیں بلکہ ایک سازش ہے اور

شہسوار

لباس ہے پھٹا ہوا غبار میں اَٹا ہوا ؟
تمام جسمِ نازنین چھدا ہوا کٹا ہوا
یہ کون ذی وقار ہے بلا کا شہسوار ہے
کہ ہے ہزاروں قاتلوں کے سامنے ڈٹا ہوا
یہ بالیقین حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

یہ جس کی ایک ضرب سے کمالِ فنِ حرب سے
کئی شقی گرے ہوئے تڑپ رہے ہیں کرب سے
غضب ہے تیغۂ دوسر کہ ایک ایک وار پر
اُٹھی صدائے الامان زبانِ شرق و غرب سے
یہ بالیقین حسینؓ ہے
نبیؐ کا نور عین ہے

یہ مردِ حق پرست ہے مئے رضا سے مست ہے
کہ جس کے سامنے کوئی بلند ہے نہ پست ہے
اُدھر ہزار گھات ہے مگر عجیب بات ہے
کہ ایک سے ہزارہا کا حوصلہ شکست ہے
یہ بالیقین حسینؓ ہے
نبیؐ کا نور عین ہے

کربلا

عبا بھی تار تار ہے یہ جسم بھی فگار ہے
زمین بھی ہے تپی ہوئی فلک بھی شعلہ بار ہے
مگر یہ مردِ تیغ زن یہ صف شکن فلک فگن
کمالِ صبر و تن دہی سے محوِ کارزار ہے
یہ بالیقین حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

دلاوری میں فرد ہے بڑا ہی شیرِ مرد ہے
کہ جس کے دبدبے سے دشمنوں کا رنگ زرد ہے
حبیبِ مصطفیٰ ہے یہ مجاہدِ خدا ہے یہ
جبھی تو اس کے رو برو یہ فوج گرد گرد ہے
یہ بالیقین حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

اِدھر سپاہِ شام ہے ہزار انتقام ہے
اُدھر ہیں دشمنانِ دین اِدھر فقط امام ہے
مگر عجیب شان ہے غضب کی آن بان ہے
کہ جس طرف اُٹھی ہے تیغ بس خدا کا نام ہے
یہ بالیقین حسینؓ ہے
نبیؐ کا نورِ عین ہے

اس سازش کو وہ زبردستی طور پر افغان عوام پر تحمیل کرانا چاہتے تھے متذکرہ حقائق کی روشنی میں افغان مجاہدین اس سمجھوتے کے پابند نہیں جہاں تک دیکھا گیا اور دیکھا جا رہا ہے اس نامطلوب سمجھوتے کے نتیجے میں افغان مجاہدین زیادہ مشتعل ہو گئے اور وہ اپنی کامیابی کی منزل کیطرف بڑھتے گئے۔ روسی ہمارے بڑھتے ہوئے قدموں کو کاٹ کر بے بس اور کمزور کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا ہے۔ جب کہ نجیب انتظامیہ کے تحفظ اور اس کی غیر قانونی حکومت کے دوام کےلئے خاص اقدامات کئے جا رہے ہیں دنیا کی سامراجی طاقتیں چاہتی ہیں کہ وہ افغانستان میں اپنی من مانی کرکے وہاں اپنی پسند کی حکومت قائم کریں۔ مگر یاد رہے کہ افغان عقاب صفت مجاہدین کسی بھی بیرونی طاقت سے مرعوب نہیں ہوں گے ہمیں اپنے اللہ پر پورا بھروسہ ہے اور امت مسلمہ تو کیا دنیا کے امن پسند اور آزادی پسند ملکوں کے عوام کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہیں ہمیں امید ہے جب تک ہمارا جہادی مشن جاری رہے گا ان کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ رہیں گی کیا اپریل ۱۹۷۸ء سے لے کر آج تک افغانستان میں روسی جارحوں کے ہاتھوں رونما ہونے والے واقعات سے دنیا بے خبر ہے؟ ہرگز نہیں۔ دنیا کے سبھی آزادی پسند ممالک اور ان کے بہادر عوام افغانستان میں پل پل کے رونما ہونے والے واقعات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ گذشتہ دس

شہید صدر نے اُمّتِ مُسلمہ کی بھلائی اور قیام کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ پروفیسر برہان الدین ربانی

برسوں کا ایک ایک دن ایک ایک گھنٹہ اور اسی طرح ایک ایک سیکنڈ ہمارے نہتے افغان عوام کے لئے قیامت صغریٰ سے کم نہیں گزرا۔ تیسری اور بیرونی کسی طاقت کو یہ حق نہیں کہ وہ ایک آزاد قوم کے مستقبل کا فیصلہ کرے۔ یہ مسئلہ ہمارا ہے۔ اور اسے حل کرنے کی صلاحیت ہم خود رکھتے ہیں۔ ہمارے جیالے مجاہدوں نے دین اسلام اور شریعت محمدی کی پیروی کرتے ہوئے اپنے دین و وطن کے دشمنوں کے ناپاک ارادوں کو ناکام کرنے کے لئے گذشتہ دس برسوں سے مسلسل جہاد کرتے ہوئے اپنے سر کٹوائے۔ خون بہایا شہیدوں کا نذرانہ دیا اور اپنی رہی سہی پونجی اللہ کی راہ میں نچھاور کر دی۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ جب ہم نے اتنی قربانیاں دیں اور غاصبوں سے اپنا حق چھیننے کی کوشش کی مگر پھر بھی ہمارے سبھی کئے دھرے پر پانی پھیر دیا گیا۔ ہمارے مستقبل کا فیصلہ ہم سے پوچھے بغیر انہی لوگوں نے کیا جن کا اس موضوع سے براہ راست کوئی واسطہ نہ تھا۔ مگر انہوں نے اپنے ذاتی مفاد کو خطرے میں پاکر یہ غیر عادلانہ سمجھوتہ کیا۔ یعنی "آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام" میری رائے یہ ہے کہ اگر جناب کارڈو ویز اس مسئلے میں ثالث کا

کردار ادا کرنا چاہتے تھے تو انہیں چاہیئے تھا کہ وہ ہماری امنگوں اور ہمارے تقاضوں کا جائزہ لیتے، ہمارے مصائب و آلام کو، ہماری مشکلات کی دیکھ بھال کرکے ہمارے ساتھ مشورہ کرتے اور اس اُلجھی ہوئی گتھی کو سلجھانے کے لئے جامع اصول اپناتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا، سامراجیوں نے اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر بہ زعم خود اس اہم مسئلے کے خاتمے کے لئے یہ سمجھوتہ کیا۔ شاید ان کا یہ خیال تھا کہ افغان مجاہدین طویل مزاحمت کے بعد تھک کر چُور ہو چکے ہوں گے، بے آب و گیاہ صحراؤں میں پڑے ہوئے مہاجرین زندگی سے تنگ آ چکے ہوں گے اور وہ جنیوا سمجھوتہ کا نام سنتے ہی اپنا اسلحہ رکھ دیں گے اور مہاجرین جوق در جوق اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے

میں یہاں اپنے قارئین کرام سے یہ سوال کرنا چاہوں گا۔ کہ کیا اس نام نہاد معاہدے کے تحت افغانستان میں امن و امان بحال ہو سکتا ہے؟ وہاں خونریزی کا سلسلہ بند ہو سکتا ہے؟ پچاس لاکھ سے زائد افغان مہاجرین کی وطن واپسی کے لئے ان شرائط میں حالات سازگار ہو سکتے ہیں؟ جواب: روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ کیوں نہیں تو اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ مسئلہ افغانوں کا ہے یہ جنگ روسیوں کے ساتھ ہے،

شہید اسلام شہید جہاد افغانستان! ہم آپ کے ارمانوں کو ضرور پورا کریں گے۔

مسئلے کے دو ہی فریق ہیں اور اسے یہی دو فریق حل کر سکتے ہیں۔ ہم جو چاہتے ہیں اسے سرے سے نظر انداز کیا گیا۔ ہم سے کوئی بھی اپنی من مانی نہیں کروا سکتا ہے۔ یہ سمجھوتہ کسی بھی صورت میں افغانستان میں امن کی ضمانت نہیں بن سکتا۔ افغانستان میں افغان نہتے عوام کے اصلی محرکات سے پوری دنیا باخبر ہے۔ روس چاہتا تھا کہ وہ افغان عوام کا استحصال کرے۔ مگر زندہ قوموں کی یہی ایک نشانی ہے کہ وہ اپنی آزادی اور خود مختاری کے تحفظ کے لئے دشمنوں کے مقابلے میں چیتے کا جگر اور عقاب کا تجسس لے کر مقابلہ کو نکلتے ہیں

لازم تو یہ تھا کہ سمجھوتہ طے پانے سے پہلے افغان مجاہد عوام سے صلاح مشورہ کر لیا جاتا تاکہ یہ معاہدہ اصولی طور پر افغانستان میں امن کی ضمانت بن کر ایک ایسا موقعہ پیدا کرتا تاکہ افغان مہاجرین کو اپنے اعتماد میں لے کر بلا کسی خوف و ہراس کے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے اور وہاں اپنے نظریۂ حیات کی روشنی میں اپنی امنگوں کے مطابق ایک اسلامی نظام قائم کرتے۔ مگر افسوس

صد افسوس!! ایسا نہ ہوا۔ اس لئے یہ معاہدہ ناکامی کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ہماری سرگرمیاں دن بدن تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ قدم منزل مقصود کی جانب بڑھتے جا رہے ہیں۔ شہداء کے کارناموں میں آئے دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے ہم لسا مشکلات سے دوچار ہیں۔ مگر ان سبھی حوادث کو خندہ پیشانی سے قبول کر رہے ہیں۔ ہم در در کے ٹھوکریں

کھا سکتے ہیں۔ در در کا خاک چھان سکتے ہیں مگر اغیار کے سامنے ہتھیار نہیں ڈال سکتے۔ افغان عوام سر کٹوانا جانتے ہیں مگر سر جھکانا نہیں۔ جہاد ہمارا عشق ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے عشق میں حائل تمام رکاوٹیں ریت کے گھروندوں کی طرح گر جائیں گی۔

روس اور ان کے متحدین کی دھمکیاں یا ان کے چکنے چپڑے وعدے یا ان کے سیم و زر کی جھنکار ہمیں مرعوب نہیں کر سکتے۔ ہمارا جہادی مشن افغانستان میں ایک حقیقی اسلامی حکومت کے قیام تک جاری رہے گا۔

ابھی پچھلے دنوں مسٹر کارڈووینز نے اپنے ناتکمیل مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اس دقت تہران، اسلام آباد اور کابل کا دورہ کیا۔ افغان مجاہد عوام کو تو کیا دنیا کے سبھی امن پسند اور آزادی خواہ ملکوں کے مہذب عوام کو خاص طور پر تیسری دنیا والوں کو جنیوا معاہدے کی حقیقت چمکتے سورج کی طرح معلوم ہو چکی تھی۔ کہ یہ غلط معاہدہ طے ہوا ہے۔ جناب کارڈووینز نے اپنے حالیہ سفر کے دوران جنیوا سمجھوتے کی روشنی میں افغانستان میں ایک غیر جانبدار عبوری حکومت کے قیام کی تجویز پیش کی اور مشورہ دیا کہ یہ غیر جانبدار حکومت یکم ستمبر ۱۹۸۸ء سے افغانستان کی باگ ڈور سنبھال لے اور آئندہ مئی ۱۹۸۹ء تک افغانستان میں ایک لوئے جرگہ کی تشکیل کی راہ ہموار کرے مسٹر کارڈووینز کا یہ منصوبہ بھی جنیوا معاہدے سے کچھ کم نہیں۔ یہ معاہدہ اور تجویز ایک کھلی سازش ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ تجویز بھی ناکام رہے گی۔ جناب کارڈووینز کی تگ و دو سے افغان عوام کو کیا ملا کہ اب ان کی اس پیش کردہ نئی تجویز سے ملے گا افغانستان میں صرف افغان مجاہدین کے سوا اور کوئی طاقت امن و امان بحال نہیں کر سکتی اور نہ ہی افغانستان کی تعمیر نو اور اس کے استحکام کے لئے کوئی موثر قدم اٹھا سکتی ہے۔ ہم زبانی جمع خرچ کے عادی نہیں۔ ہم جو کہتے ہیں عملاً کر دکھاتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھا جائے کہ کچھ لو اور دو کے اصولوں سے ہمیں نفرت ہے، آج افغان مسئلہ ہمارے دلیر اور جذبۂ حریت سے سرشار مجاہدوں کی بے مثال قربانیوں کے صلے میں اپنی منزل مقصود کے قریب آن پہنچا ہے۔

اب اس مسئلے میں جناب کارڈووینز کی مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ماضی قریب میں انہوں نے افغانوں کے لئے مصالحت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ماضی قریب میں انہوں نے افغانوں کے لئے کیا پھول کھلائے کہ مستقبل میں ان سے امید وابستہ کی جائے۔ ہم دو ٹوک الفاظ میں کہنا چاہتے ہیں کہ اگر پھر کبھی کسی زیر زمین منصوبے کے تحت ہمارے اسلامی انقلاب اور ہمارے دلیر افغان مجاہدوں کی کھلی توہین سمجھی جائے گی جسے ہم کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔

ہمارے جیالے مجاہدوں کا مورال بلند ہے۔ ہماری پوزیشنیں مضبوط ہے آئے دن شاندار کامیابیاں ہمارے مجاہدین کی قدم بوسی کی منتظر ہیں اس لئے روسیوں کو اب یہ خدشہ لاحق ہو گیا ہے کہ ان کے نکل جانے کے بعد موجودہ کابل انتظامیہ ایک ہفتے تک بھی نہیں رہیگی چنانچہ روس نے بارہا سرکاری طور پر اس امر کا اعتراف کیا ہے۔

اب ہمارے لئے اپنی نئی اسلامی حکومت کے قیام اور ایک واحد قیادت کے انتخاب کا مسئلہ درپیش ہے اور اس مسئلے میں مسٹر کارڈووینز کو کسی قسم کی مداخلت کا قانونی جواز نہیں۔ ہم اپنے مستقبل کی راہ خود انتخاب کرنے کے اہل ہیں۔

جب تک چاند سورج چمکتا رہے گا
ضیا شہید تمہارا نام ہمارے دلوں میں دھڑکتا رہے گا

سُرخ ریچھ اور معصوم افغان بچے

محمد ھمایون "فائز"
اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

آج وہ بہت اداس تھا۔ اچانک اُس نے اپنے دل پر کچھ بوجھ سا محسوس کیا۔ جیسے کسی نے اس کا دل مُٹھی میں پکڑا ہو اور زور زور سے بھینچ رہا ہو وہ کمرے میں اکیلا چارپائی پر لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔ نیند اُس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ آج رات بھی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ باہر تیز ہوا چل رہی تھی۔ کبھی کبھار بادل بھی زوردار گرج چمک کے ساتھ شور مچاتے تھے۔ اُس نے ایک بار سونے کی بھی کوشش کی مگر بے سود، سوچوں اور خیالوں کا ایک سلسلہ تھا جو اُس کے ذہن میں آرہا تھا۔ کبھی کبھار اُس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل جاتی اور کبھی اس کی آنکھیں غصے سے لال ہو جاتیں۔

باہر بارش بڑی زور شور سے برس رہی تھی بادل کی گرج چمک سے قیامت کا سا سماں تھا وہ جس کمرے میں لیٹا تھا وہ گھر کا واحد کمرہ تھا جو صحیح حالت میں تھا باقی سب کمروں کی یا تو چھتیں گر چکی تھیں یا کوئی نہ کوئی دیوار بموں کی نذر ہو چکا تھا۔ گھر والوں میں صرف وہ زندہ بچا تھا۔ اور اس کا بوڑھا باپ جو ایک ٹانگ سے محروم تھا۔

بارش اور بھی تیز ہو چکی تھی مگر گرج چمک اور نہ ہی بارش اُس کی خیالات کو توڑ سکی۔ آہستہ آہستہ اُس کی منتشر خیالات ترتیب پانے لگے اُس نے ایک معصوم، پیارے اور خوبصورت بچے کو دیکھا جو کہ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اپنے کھلونوں سے کھیل رہا تھا وہ سوچنے لگا "یہ پیارا سا بچہ کون ہے؟ ہاں! یہ اُس کی اپنی بچپن تھی۔ یہ تو وہ خود تھا۔ کتنا خوش و خرم تھا۔ کتنی اچھی زندگی تھی اُس کی۔

وہ سوچنے لگا کہ بچے سب خوش قسمت ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر غم سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ بڑا ہو کر انہیں بچپنا یاد آتا ہے۔ وہ شرارتیں یاد آتی ہیں تو محظوظ ہو جاتے ہیں۔ لطف اُٹھاتے ہیں دوستوں کے درمیان مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں۔ مگر....؟ وہ کس کو اپنا بچپن سنائے؟ کونسی شرارتیں؟ وہ تو لٹ چکا تھا۔ اُس کی بچپن کی خوشیاں تو چھین جا چکی تھی۔ اُس کے پاس تو صرف تلخ یادیں تھیں۔ اُس کے حافظے میں تو صرف ویرانیاں، آگ اور خون ہی خون تھا آخر وہ کیسے کسی کو خوشیوں سے بھرے افسانے سنائیے؟ افسوس کہ وہ اس پیارے تجربے سے نہیں گزرا۔ اُس نے نہ بچپن دیکھا نہ بچپن کی خوشیاں۔ جو کہ ہر بچے کا پیدائشی حق ہے۔ وہ بچپن کی پیاری یادوں سے محروم رہا۔ وہ ایک ایسے تجربے سے دوچار ہوا ایک ایسی کرب و تکلیف سے گزرا بلکہ اُسے یہ تکلیف پہنچائی گئی، جبراً، زبردستی جس سے اللہ ہر بچے کو امان دے۔

اُس کی تمام خوشیاں اُس دن اُسی سے چھین لی گئیں۔ اُس کی مسکراہٹ اُس کا بچپن اُس وقت چھین لیا گیا۔ جب اُس

کو اُس کے پیارے پیارے بھائی معصوم بہنوں اور پیاری ماں سے محروم کیا گیا اُس کا بوڑھا باپ اُس دِن اپاہج بنایا گیا۔ جس دِن ہاں: جس دِن سُرخ خونخوار اور وحشی ریچھ نے اُس کے پیارے آشیانے پر اپنے مذموم عزائم کے ساتھ اچانک حملہ کیا اور اپنے ظلم اور استبداد کے اُس پنجے کو جو پہلے بھی ہزاروں بے گناہوں کے خون سے رنگا جا چکا تھا اور بہت سارے آشیانوں کو تہس نہس کر چکا تھا۔ اُس کے دوستوں عزیزوں اور رشتہ داروں کے خون سے رنگنے لگا ظلم و استبداد کے بانی اور بے رحمی کی نشانی سُرخ ریچھ نے اپنا پنجہ، اپنا خونین پنجہ اتنے زور سے آشیانے پر مارا کہ وہ سب ایک ہی گھر کے افراد ایک ہی لڑی کے دانے بکھر کر دور دور گر گئے۔ اُف خدایا! وہ کتنا خوفناک دِن تھا۔ اُسے تو کسی پر بھی رحم نہیں آ رہا تھا۔ کسی کی جان لی گئی۔ تو کسی کے چہرے نوچے گئے۔ کسی کے ناخن نکالے گئے تو کسی کو ہاتھ پاؤں سے محروم کیا گیا اور دنیا تماشہ دیکھتی رہی۔

اُس نے دیکھا کہ اُس کے ارد گرد ہزاروں بے گناہوں کی لاشیں پڑی ہیں کہیں بچپن کی معصومیت لئے ہوئے کہیں بڑھاپے کی عظمت و وقار سے جگمگاتے ہوئے اور کہیں عزت و حرمت پر مر مٹنے والیوں کی لاشیں، کہیں کوئی زخموں سے نڈھال پڑا تھا کہیں سے شیر خوار بچوں کے رونے کی آوازیں اُٹھ رہی تھیں۔ تو کہیں کسی مکان سے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے ایک آہ و بکا مچی ہوئی تھی۔ لیکن سُرخ ریچھ کو تو کسی پر بھی رحم نہیں آ رہا تھا وہ تو ایک درندہ تھا۔ اور بس۔

پھر اُس نے دیکھا کہ وہ اپنے آشیانے سے دور اپنے گلستان سے۔ بہت دور کسی اور جگہ کسی اجنبی جگہ پر پڑا تھا وہ اٹھا حیرانی اور پریشانی سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اجنبی لوگ اجنبی چہرے اور پرایا دیس۔

پھر وہ پاگلوں کی طرح کبھی اس سمت اور کبھی اُس سمت دوڑنے لگا اپنے دوستوں اور عزیزوں کو پکارنے لگا ڈھونڈتے ڈھانڈتے کچھ لوگ تو اُسے ملے اور کچھ لوگ اُس خونیں سُرخ ریچھ کے مظالم کا نشانہ بن چکے تھے اُسے اپنے چند ہی ساتھی ملے اُس نے اپنے لوگوں کی طرف دیکھا تو بے اختیار اُس کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ وہ ہٹے کٹے جوان اور وہ پیارے پیارے بچے چند لمحے اُس کی آنکھوں کے سامنے گھومے۔ لیکن ....! اب تو وہ یکسر بدل چکے تھے۔ کتنا ظلم کیا گیا اُن کے ساتھ، کسی کا ہاتھ نہیں تو کسی کی پاؤں کٹی ہے، کوئی دونوں ہاتھوں سے محروم تو کسی کے بازو نہیں اور کوئی آنکھوں سے ہاتھ دھو چکا تھا لیکن سب کے چہروں پر ایک عزم تھا وہ دِن جو دوسرے بچوں کے کھیلنے کودنے کے ہوتے ہیں وہ اُس کے سوچنے اور سُرخ ریچھ سے انتقام لینے کے ہوئے۔ وہ کیسے بھول سکتا تھا اُن مظالم کو اُن یتیموں۔ بیواؤں اور شہیدوں کو۔ کتنا ظلم کیا گیا اُن کے ساتھ

اُسے سکول کا زمانہ یاد آنے لگا جب وہ چھوٹا سا تھا تو اُس نے کتنے پیارے پیارے خواب دیکھے تھے سکول جانے لگا۔ تو پہلے دن کتنا خوش تھا وہ۔ خوشی سے کپڑوں میں نہیں سما رہا تھا۔ اُس نے سوچا تھا کہ وہ خوب پڑھے گا۔ اور اپنے ملک کا بہت بڑا آدمی بن کر اسلام اور ملک و قوم کی خدمت کرے گا اُس کے ماں باپ نے اُس سے کتنی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ وہ جو اُن کی آنکھوں کا تارا تھا۔ مگر اب کہاں تھی وہ ماں؟ اور اُس کا وہ پیارا سکول ابھی تو وہ داخل ہی ہوا تھا۔ کتنے شوق سے جانے لگا تھا اور جس کا صرف باپ زخموں سے نڈھال ایک ٹانگ سے محروم زندہ بچا تھا۔

پھر جب اُسے ہوش آیا تو ظالم وحشی اور درندہ صفت سُرخ ریچھ نے اُسے اُس کے آشیانے سے بہت دور پھینکا تھا۔ اب اُسے صرف اپنے مستقبل کی بجائے ہزاروں لاکھوں بچوں کے مستقبل کی فکر تھی اس لئے وہ سرخ ریچھ سے انتقام لینا چاہتا تھا اور اُسے ایسا سبق سکھانا چاہتا تھا کہ آئندہ وہ کسی کی طرف آنکھ اُٹھانے کی جرأت تک نہ کر سکے۔

وہ اٹھا اور ایک ایک کر کے اپنے سب ہم وطنوں کو اکٹھا کیا۔ تاکہ سرخ ریچھ سے انتقام لیا جا سکے۔ اُن معصوم بچوں کا انتقام جن کے ہاتھوں سے کھلونے چھین لئے گئے تھے۔ اُن ماؤں کا انتقام جن کی گود میں یہ بچے پلے بڑھے تھے اور اُن بوڑھوں کا انتقام جن کے ہاتھوں میں یہ بچے کھیلا کرتے تھے اور اُن بوڑھوں کا انتقام جن کے ہاتھوں میں یہ بچے کھیلا کرتے تھے۔ اب ان سب کے ہاتھوں میں سرخ ریچھ کی بربادی کا سامان تھا۔

اور پھر دنیا حیران رہ گئی۔ دنیا والوں نے دیکھا کہ اُس نے سرخ قطبی ریچھ کے دانت کس طرح کھٹے کیے ہاں: افغان مجاہد نے۔ اُس افغان نے جو اِس سے پہلے بھی گئی ریچھوں اور لیڈروں کو سبق سکھا چکا تھا۔

پہلے پہل تو اس خونی اور انسان دشمن ریچھ کو اپنے ہتھکنڈوں پر بہت ناز تھا۔ لیکن جب اُس نے مسلمان افغان مجاہد کے پے در پے وار کھائے تو اُس کی ہمت جواب دینے لگی۔ اس کے پاؤں اکھڑنے لگی مگر بھاگتا تو کہاں؟ اب تو اس کے سارے راستے مسدود تھے۔

اُس سے اس کے ایک ایک ظلم کا حساب لیا جا رہا ہے۔ لیکن اب اس حال میں کہ وہ افغان مجاہد کے ہاتھوں پٹ رہا ہے۔ اُس کا ایک ہمسایہ بچہ ریچھ (بھارت) کی عقل جواب دینے لگی ہے۔ شاید گھٹنوں میں چلی گئی ہے۔ کیا اُس نے اپنے بزرگ (سرخ ریچھ) سے سبق نہیں سیکھا؟

اب وہ چارپائی پر لیٹا کچھ سکون محسوس کرنے لگا۔ باہر شاید بارش تھم چکی تھی۔ لیکن اب بھی ایک بات ہمیشہ کی طرح اُسے کھٹکنے لگی۔ وہ سوچنے لگا۔ "یہاں کے بعض لوگ بھی بہت عجیب ہیں انتہائی عجیب کہ میں تو اُن کو اپنی بربادی کا حال سناتا ہوں۔ لیکن وہ پھر بھی سرخ ریچھ کو دوست سمجھ کر دور سے اپنے چمن میں آنے کے اشارے کر رہے ہیں۔ میں اُن کو بتاتا ہوں۔ کہ عبرت لو میرے چمن کے اُن باسیوں سے جنہوں نے سرخ ریچھ کو اشارے کئے اور اپنے آشیانے کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل گئے اور خود بھی تباہ ہوئے۔

خدارا! اپنا آشیانہ اپنا پیارا آشیانہ اپنے ہاتھوں تباہی کی طرف مت دھکیلو۔ تم تو اپنے پاؤں پر خود کلہاڑا مارنا چاہتے ہو۔ سرخ ریچھ کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ اور ہاں! اس کا یہ سرخ رنگ اس کا اپنا رنگ نہیں ہے۔ یہ تو ان بے چاروں اور مظلوموں کا خون ہے۔ جو اس کا نشانہ بن چکے ہیں۔ اس نے ہزاروں لاکھوں کو اپاہج بنا کر، بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ بنا کر اس نے یہ رنگ لیا ہے۔ کیا تم اس رنگ کو اور بھی گہرا کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم اپنے چمن کے پھول جیسے پیارے پیارے بچوں سے ان کا بچپن چھیننا چاہتے ہو؟"

وہ سوچنے لگا کہ جس طرح میرے ملک میں ہوا وہی کچھ تو یہاں بھی ہو رہا ہے۔ سرخ ریچھ پہلے خود نہیں آتا بلکہ اپنی نظریات بھیج دیتا ہے اور اُس کے شیطانی چیلے ان نظریات کو اُس ملک میں عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں پر وہ فحاشی، عریانی، اسلامی قوانین سے انحراف مختلف ازمیں اور سامان تعیش پھیلاتے ہیں۔ وہ سوچنے لگا کہ کاش پاکستان میں گنتی کے وہ لوگ جو کمیونزم کے پھانسنے میں آ چکے ہیں بھی باقی پاکستانیوں کی طرح صرف اور صرف اُن لوگوں کا ساتھ دیں۔ جو اسلام کی سربلندی کے لئے کام کرتے ہیں کیونکہ صرف اسلام ہی انسانیت کی بقا اور امن کا ضامن ہے۔

اُس کی آنکھیں بھاری ہونے لگی اُس نے آنکھیں بند کر لیں تاکہ اُسے نیند آ جائے۔ کیونکہ کل وہ پھر سرخ ریچھ کے تعاقب میں نکلنے والا تھا۔ تاکہ اُس بھاگتے ہوئے ریچھ پر چند اور کاری ضرب لگا سکے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ

PROPERTY ACKU

ماہنامہ

مشعل

صاحب امتیاز
کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
مدیر : سید عبداللہ — معاون : عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۲، سلسل نمبر ۲۶، اگست ۱۹۸۸ء محرم الحرام ۱۴۰۹ ھ ق، اسد ۱۳۶۷ ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ
۲- فرمان الٰہی ج
۳- ارشاد نبوی ؐ
۴- پیغام تعزیت
۵- پیغام تعزیت
۶- پیغام تعزیت
۷- شہید کی یاد تا زندگی ہمارے ....
۸- شہید اسلام۔ شہید جہاد افغانستان
۹- عید کی مناسبت سے امیر جمعیت اسلامی ....
۱۰- میدانِ کربلا سے ...
۱۱- روز عاشورہ
۱۲- معاہدہ جنیوا اور کارڈ دویز
۱۳- سمجھوتہ نہیں سازش ہے
۱۴- سرخ ریچھ اور معصوم افغان بچے
۱۵- افغان مسئلے میں طلبہ کا کردار
۱۶- افغان مہاجرین ....
۱۷- حضرت عمرؓ
۱۸- اخبار جہاد
۱۹- قافلہ شہداء

پتہ

دفتر : ماہنامہ **مشعل** کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان
P.O. BOX NO: 345
PESHAWAR PAKISTAN
پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور۔ پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے
ششماہی — ۳۰ "
فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک : سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸
مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ
پشاور۔ پاکستان

فضل سبحان پشاور یونیورسٹی

افغان مسئلے میں طلبہ کا کردار

تاریخ انسانی پر نظر دوڑاتے ہیں تو انقلابات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ دکھائی دیتا ہے اور آج بھی اگر کوئی انقلاب کا ذکر چھیڑ دیتا ہے تو نوجوان کا تذکرہ ضرور اس میں ہوتا ہے۔ کیونکہ نوجوان کے پاس قوت، حوصلہ، جذبہ ولولہ، جوش، صلاحیتیں اور گرم خون ہوتا ہے۔ اور پھر وہ نوجوان جو عقل و شعور رکھتے ہیں۔ جن کی سوچ کا کوئی زاویہ ہو جو کہ ماضی سے بقا لے کر مستقبل کے حالات پر نظر رکھتے ہیں اور معاشرے کے حساس ترین طبقہ ہونے کے ناطے سے قوموں کے عروج و زوال میں ایک اہم رول ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر وقت قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اپنے خون کی گرمی سے حالات کو تپش دینے اور انگاروں کو بھڑکتی آگ میں تبدیل کرنے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔

فاتح القدس کی بات ہوتی ہے تو سلطان صلاح الدین کی صورت میں ایک نوجوان سامنے آتا ہے۔ فاتح سپین کا ذکر چھڑتا ہے۔ تو طارق بن زیاد جیسا نوجوان نظر آتا ہے اور فاتح سندھ کا تذکرہ ہوتا ہے۔ تو محمد بن قاسم جیسا سترہ سالہ کمسن سپہ سالار دکھائی دیتا ہے۔ ان سب فاتحین میں ایک چیز مشترک ہے اور وہ ہے نوجوانی اسی لئے حضورؐ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ "کوئی انسان اللہ کے سامنے سے ایک اینچ بھی نہیں ہل سکے گا جب تک وہ پانچ سوالوں کا جواب نہیں دیں گے"۔ اور ان سوالوں میں ایک سوال جوانی سے متعلق ہوگا۔ کہ "جوانی کیسی گذاری"؟

نظریہ حق ہو یا باطل دونوں کے غالب ہونے کے لئے شرائط وہی ہے۔ "اخلاص، یکسوئی اور نوجوانی"۔ روس میں رونما ہونے والا انقلاب اکتوبر ۱۹۱۷ء کے پس پشت نظر دوڑاتے ہیں تو وہی جواب ملتا ہے کہ روح رواں ایک نوجوان طالب علم ہوتا ہے۔ جن پر چند ساتھیوں سمیت کالج کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ لیکن اپنے نظرئیے سے خلوص اور یکسوئی اور اس کی جوانی وہ کر کے دکھاتی ہے۔ جسے دیکھ کر دنیا دنگ رہ جاتی ہے برصغیر پاک و ہند کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے طلبہ کا کردار اُن کے اثرات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ علی گڑھ یونیورسٹی کے طلبہ نے انگریز حکومت کے ناک میں دم کر رکھا تھا۔

تحریک خلافت سے لے کر تحریک پاکستان تک کے تمام تحریکوں کے ہراول دستے کا کردار انہی نوجوان طالب علموں نے ادا کیا اور پھر اسی یونیورسٹی کے طلبہ نے پاکستان کے تعمیر و ترقی میں وہ سب کچھ کر کے دکھایا کہ جسے دُنیا معجزے سے کم نہیں سمجھتی۔

پھر اسی پاکستان کے ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلبہ نے بنگلہ دیش بنانے کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پاکستان کو دولخت کرنے میں کامیاب ہوئے۔

افغانستان میں کمیونزم کے پہلے مبلغ طلبہ

امیر امان اللہ خان کے برسر اقتدار آنے کے بعد انہوں نے روس سے تعلقات استوار کئے پھر ۱۹۲۱ء میں روس اور افغانستان میں "امن دوستی" کا معاہدہ طے ہوا۔ اس معاہدے کے بعد سے افغانستان کا جھکاؤ آہستہ آہستہ روس کی طرف شروع ہوا

ظاہر شاہ کے آنے کے بعد ان تعلقات میں اور بھی وسعت پیدا ہوئی اور داؤد خان کے وزیراعظم بنانے کے بعد یہ تعلقات آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔ افغانستان سے افغانی افواج تربیت کے لئے روس بھجوائے گئے اور طلبہ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے روس کے اداروں میں داخل کیا گیا۔ یہ طلبہ جاکر وہاں اخلاقیات سے کورے ہوئے اور اپنے ساتھ اشتراکی جنت کا نظریہ لائے۔ دوسرے طرف تربیت یافتہ فوج اور روسی مشیر اور کارکنوں نے بھی اپنا کام شروع کیا۔ اسی طرح یہ طلبہ پہلے مبلغ کے حیثیت سے افغانستان میں وارد ہوئے۔ کچھ مدت بعد کابل یونیورسٹی اور پولی ٹیکنیک ادارے کو ان افغان روس نواز طلبہ نے اپنی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا۔ اور جب ۱۹۶۵ء میں دستور کی توثیق کے لئے پارلیمنٹ "لویہ جرگہ" کا اجلاس بلایا گیا۔ تو اکثریت کے ارکان توثیق کے حق میں تھے جن کی راہنمائی ڈاکٹر یوسف کر رہا تھا۔ مگر کچھ ارکان اس کے مخالف تھے جن کی راہنمائی ایک مارکسٹ راہنما "ببرک کارمل" کر رہا تھا۔ اس گروپ نے مخالفت میں مظاہروں کا پروگرام بنایا۔ اور آغاز کابل یونیورسٹی کے طلبہ سے کرایا۔ یونیورسٹی کے طلبہ نے پارلیمنٹ کا گھیراؤ کیا اور کاروائی میں رکاوٹ ڈالنی چاہی۔ رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے فوج طلب کر لی گئی اور فوج کی کاروائی سے کئی جانیں ضائع ہوئیں۔ اور اس واقعے نے آنے والے سیاسی طوفان کے لئے راہ ہموار کر لی۔

۱۹۶۸ء میں کمیونسٹ طلبہ کابل یونیورسٹی پر پوری طرح چھا گئے اور وہ علاقہ جو صدیوں سے اسلام کا گہوارہ چلا آرہا تھا اب وہاں پر کمیونزم کی حقانیت ثابت کرنے کی کوششیں کی جارہی تھی۔ اب قرآن، حدیث اور پیغمبر انقلاب کے تعلیمات کو ہٹا کر مارکس لینن اور اینگلز کا فلسفہ رائج کیا جا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ کمیونسٹ عناصر جارحیت پر اتر آئے اور مذہب سے مذاق کے ساتھ ساتھ ان طلبہ اور طالبات سے بدسلوکی کرتے جو قرآن پڑھتے یا نماز ادا کرتے تھے۔ اس صورتحال نے مسلمان طلبہ کے دل میں منظم ہونے کا احساس جگا دیا اور دو واقعات ایسے نمودار ہوئے جس نے اسلام کے مخلص اور شیدائی نوجوانوں کی آنکھیں کھول دیں۔ اور وہ سب اس بات پر یکسو ہوگئے کہ اب الحاد اور دہریت کا مقابلہ بغیر منظم جدوجہد ممکن نہیں ہے۔ اور وہ واقعات یہ تھے کہ ایک دفعہ کمیونسٹ طلبہ نے قرآن پاک کا نسخہ پھاڑ کر تین منزلہ عمارت سے گرایا اور اسلام کے خلاف انتہائی دلآزار مواد رکھنے والی فلم کی نمائش کی۔ ان واقعات نے اسلام پسند نوجوانوں کو اکٹھا ہونے پر مجبور کیا۔

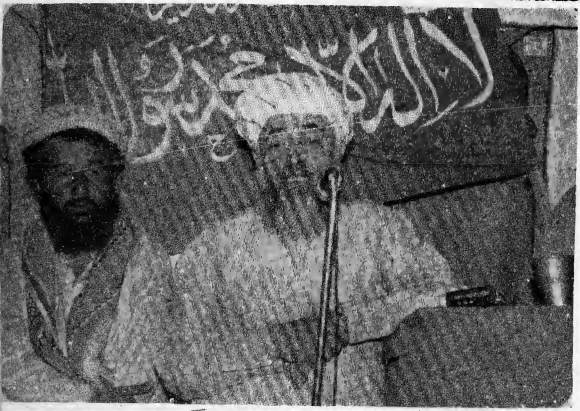

پروفیسر برہان الدین ربانی جہاد کے امور کے بارے میں خطاب فرما رہے ہیں۔

اسلام پسند طلبہ کا کردار

افغانستان میں اسلام کے شیدائی اور مخلص طلبہ نے احیائے اسلام اور آزادی کے جنگ میں جتنی عظیم قربانیاں

دین۔ اس کی مثال نہیں ملتی ۱۹۶۵ء کے واقعے، قرآن پاک کی بے حرمتی اور اسلام کے خلاف دکھائی جانے والی خم نے اسلام پسند طلبہ کو یہ احساس دلایا کہ جب تک منظم جدوجہد شروع نہیں کریں گے اس وقت تک ان کمیونسٹ طلبہ کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔

جب ۱۹۷۰ء میں حالات تبدیل ہوئے کمیونسٹ طلبہ مزید منظم ہوئے اور "خلق" اور "پرچم" کے نام سے دو پارٹیوں کی بنیاد ڈالی۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ان طلبہ نے جو کہ اسلام کو بحیثیت دین مانتے تھے اور مولانا مودودیؒ، سید قطب شہیدؒ اور حسن البناء شہیدؒ کی تعلیمات سے متاثر ہوئے تھے نے بھی ایک تنظیم کی بنا رکھی جس کو انہوں نے "نوجوانان اسلام" کا نام دیا۔ طلبہ کی ایک کثیر تعداد ان طلبہ کے اخلاق، کردار اور افکار سے متاثر ہو کر اس تنظیم میں جوق در جوق شامل ہونا شروع ہوئے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ ۱۹۷۰ء کے سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات میں اسلام پسند طلبہ کا یہ گروپ بھاری اکثریت سے کامیاب ہوا۔

اس تنظیم کے بیشتر کارکنان کا تعلق شریعت فیکلٹی سے تھا۔ جس کی راہنمائی پروفیسر عبدالرب رسول سیاف اور پروفیسر برہان الدین ربانی جیسے بلند پایہ معلمین کر رہے تھے۔ اس تنظیم کے ابتدائی ارکان میں سے ایک عبدالرحیم نیازی تھے جو کہ ایک شعلہ بیان مقرر، صاحب کردار اور اسلام کی عظمت پر گھنٹوں بے تکان تقریر کرنے والا راہنمائی کر رہا تھا اور ساتھی ارکان میں سے انجنیئر حبیب الرحمان انجنیئر گلبدین حکمت یار، عبدالقادر، سیف الدین اور عبدالرحمٰن ڈوانہ شامل تھیں۔

عبدالرحیم نیازی اور ان کے ساتھی ارکان کے محنت اور کام کے نتیجے میں طلبہ کا توازن اسلام دوست طلبہ کے حق میں ہوا۔ اور ۱۹۷۰ء کی جیت نے اس توازن کو ثابت کر کے دکھایا مگر روس اور ظاہر شاہ اسلام کے ان شیدائیوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے تھے۔ لہٰذا حکومت نے ان طلبہ کو ختم کرنے اور سختی سے کچلنے کی پالیسی اپنائی۔ اور ساتھ ہی ساتھ روس نے دوسرے کمیونسٹ طلبہ کو ہر قسم کے امداد اور اسلحے سے لیس کیا۔ ایک طرف روس کی ہمنوائی اور ثناخوانی کرنے والے کو روس نے ہر قسم کی امداد شروع کی تو دوسری طرف حکومت نے اسلام پسند طلبہ پر زندگی کا دائرہ تنگ کرنے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کئے۔

یہاں سے فکری اور نظریاتی بحثوں کا آغاز ہوا۔ اور نوبت جھگڑوں تک پہنچ گئی۔ جس قدر آزمائشیں، مصیبتیں اور تکالیف بڑھتے گئے اسی طرح ان کے حوصلوں میں پختگی اور ایمان کی مضبوطی ہوتی رہی۔ کشمکش کا یہ سلسلہ بحثوں سے جھگڑوں تک پہنچ گیا۔ اور ۱۹۶۹ء کے ایک دن کمیونسٹ نوجوانوں کے ایک ٹولے نے جس کی قیادت بدنام زمانہ اور بدمعاش، غنڈہ گردی میں مشہور اور الحاد میں نام پیدا کرنے والا نوجوان "صیدل" کر رہا تھا اسلام پسند نوجوان طلبہ پر حملہ کیا۔ کیونکہ "نوجوانان اسلام" غیر مسلح تھے لہٰذا اس اچانک حملے سے اس میں سراسیمگی پھیل گئی۔ صیدل اور اس کے ساتھی خوش ہوئے انہوں نے میدان مار لیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پرامن طلبہ سنبھل گئے اور انہوں نے اللہ کا نام لے کر غنڈوں پر جوابی حملہ کیا اس لڑائی کے دوران صیدل مارا گیا۔ اور اس کے بزدل ساتھی اس کی لاش چھوڑ بھاگ گئے۔ اس کے لاش کو سرکاری اہلکاروں نے اس کے گاؤں لے گیا تو والدین نے لینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ خدا سے باغی اور ملک وقوم کا غدار بن گیا تھا۔ بدنصیب کا جنازہ بھی ادا نہ کیا گیا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہیں کرایا۔ چند سرکاری کارندوں نے گڑھا کھود کر اس کی لاش اس میں ڈال دی اور چند روز تک پہرہ دیتے رہے تاکہ کوئی اس کی لاش کو نکال کر خراب نہ کریں۔

اس واقعے کے ٹھیک دو سال بعد ایک المناک اور دردناک واقعہ پیش آیا

طلبہ کے دلوں کی دھڑکن. معمارِ وطن، غیرتی نوجوان، افغان ملت کے لئے مینارۂ نور اور تاریکیوں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں کے درمیان روشن مشعل عبدالرحیم نیازی بیمار ہوئے۔ ان کو علاج کے غرض سے بیرونِ ملک بھیجا گیا۔ ظاہر شاہ کے حکومت کے ہاتھ ایک اچھا موقع ہاتھ آیا۔ لہٰذا اُس کے اشارے پر عبدالرحیم نیازی کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

عبدالرحیم نیازی کی شہادت کی خبر یونیورسٹی میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ستم بالائے ستم یہ کہ میت کو جس وقت کابل پہنچنا تھا اُس سے بارہ گھنٹے پہلے ایک طیارے کے ذریعے کابل پہنچایا گیا تاکہ زیادہ لوگوں کو پتہ نہ چلے اور اُس کو زیادہ کورج ملنے سے پہلے دفن کیا جائے۔

ان کے مداح اور ساتھی آج پھر عبدالرحیم نیازی کے اردگرد کھڑے ہیں مگر آج ان کی تقریر سننے یا کسی پروگرام میں شرکت کے لئے نہیں آئے بلکہ آج اُسے اپنے ہی ہاتھوں زمین میں دفن کرنے اور اپنے ہی ہاتھوں اوجھل کرنے آئے ہیں آج وہ تالیاں بجانے اور ان کی تقریر پر اللہ اکبر کے نعرے بلند کرنے نہیں آئے بلکہ آج وہ ان کی میت پر آنسو بہانے آئے ہیں،

عبدالرحیم نیازی کی ناگہانی موت اور طیارے کے وقت مقررہ سے بارہ گھنٹے کے پہلے پہنچ جانے پر لوگوں کے شبہات یقین میں تبدیل ہوئے کہ "نیازی" طبعی موت نہیں مرے ہے بلکہ انہیں شہید کیا گیا ہے۔

اگر روس اور ظاہر شاہ عبدالرحیم نیازی کو راستے سے ہٹانے میں کامیاب بھی ہوئے۔ تو ان کے جلائے ہوئے مشعلوں کو کون بجھائے گا۔ ان کے قربانی نے افغان مسلمانوں کے دلوں میں جذبۂ شہادت کو اور موجزن کر دیا۔ ان کے موت نے مسلمانوں کو مسلح جدوجہد کے راستے پر چلنے پر مجبور کر دیا۔

معصوم طلبہ و طالبات کی غیرت :

جہاں یونیورسٹی کے طلبہ نے جہادِ آزادی میں قربانیوں کی ایک لازوال داستان مرتب کر کے دُنیا کے مجبوروں بے کسوں اور کمزوروں کے لئے ایک عظیم مثال قائم کی وہاں پر چھوٹے کمسن اور معصوم طلبہ و طالبات نے بھی بہت بڑی جرأت، بہادری اور ایثار کا مظاہرہ کیا۔ روسی افواج کے آمد کے بعد کابل شہر کے ایک حصّے کو جسے مکرو ریان کہا جاتا ہے۔ کنڈر گارٹن کے معصوم بچوں نے کھانے پینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے اپنے بستے اور تختے پھینک دیئے اور "روس مردہ باد" اور "کارمل مردہ باد" کے نعرے لگاتے ہوئے سکول سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے روس سے برآمد کیا ہوا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ فائر بریگیڈ نے پانی پھینک کر ان بچوں اور بچیوں کو منتشر کر دیا اور کچھ بچوں کو اور ان کے والدین کو گرفتار بھی کیا۔ جب اُن بچوں سے استفسار کیا گیا کہ وہ کیوں دودھ نہیں پیتے؟

تو سب بچوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ۔

"ہم دودھ اُس وقت پئیں گے جب روس ہمارے ملک سے نکل جائے گا۔"

اور اسی طرح غیرت مند والدین کے غیرت مند بچوں نے بھی جہاد افغانستان میں اپنے حصّے کا کام کیا۔

اور موجودہ دورِ جہاد کا آغاز ہوتے ہی باگ ڈور انہی لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی جو کہ اپنے تعلیمی اداروں میں انہی عناصر کے سامنے سینہ سپر تھے اور ان سے برسرِ پیکار تھے۔ لہٰذا آج افغانستان کے ہر چھوٹے بڑے محاذ پر نگرانی کے فرائض انہی نوجوانوں کے ذمے ہے جنہوں نے جنگ کا نقشہ بدل کر روس کو صلح کا بھکاری بننے پر مجبور کیا اور انہی نوجوانوں کی ایمانی قوت، خلوص یکسوئی اپنے مشن سے محبت اور قوت فیصلہ نے روسی افواج کو ذلیل و خوار کیا اور روس کے اندر مسلمانوں کو بیدار کیا اور آج روس کے تاجکستان کے ۵۰۰ مربع کلومیٹر علاقے پر مجاہدین کا قبضہ ان کے عزائم کی ترجمانی کر رہا ہے۔

افغان مہاجرین جلے بھنے کو زندگی گزار رہے ہیں

آج کے ایٹمی دور میں دنیا کے اکثر و بیشتر اور خاص کر تیسری دنیا کے کئی ایک اسلامی ممالک صدیوں سے غیر اسلامی قوتوں کے مظالم کی چکیوں میں پستے چلے آرہے ہیں انہوں نے کبھی سکھ کی سانس نہیں لی ایسی قومیں دنیا کے امن پسند اور آزادی پسند طبقہ کے لئے تشویش کا باعث بنے ہوئے ہیں افغانستان کا شمار بھی انہی تیسری دنیا کے اسلامی ملکوں میں کیا جاتا رہا ہے افغانستان جو صدیوں سے ایک اسلامی ملک کی حیثیت سے اپنا غیر جانبدارانہ کردار ادا کرتا چلا آرہا تھا۔ گزشتہ دس برسوں سے یہاں کے عوام روسی جارحیت کی ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ قطب شمال کے جانے پہچانے سرخ ریچھوں نے بھوکے بھیڑیوں کی طرح ان مظلوم عوام کے سینوں کو چاک کر کے ان کا خون پینا اور گوشت پوست نوچنا شروع کر دیا ان کی ننگی جارحیت کی بھڑکتی آگ نے پلک جھپکتے ہی گلستان نما افغانستان کو یکسر راکھ کر دیا۔ اور اس طرح افغانستان کا چپہ چپہ آتش فشاں پہاڑ کی طرح لاوا اگلنے لگا۔

تہذیب و تمدن، علم و فن کا گہوارہ افغانستان آج صدیوں پرانے کھنڈرات کا منظر پیش کر رہا ہے۔ وہاں ہر سو عوام میں ایک عجیب قسم کی مایوسی، سراسیمگی اور ناامیدی چھائی ہوئی ہے کفر و الحاد کے کالے بادلوں نے اس ملک کی روشن اور معطر فضاء کو مکدر کر دیا ہے۔ شقی القلب روسیوں نے قتل و غارت گری کے ساتھ ساتھ افغانستان کے باصلاحیت اور روشن ذہن افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ سماجی سیاسی اور مذہبی آزادی چھین کر افغان نہتے عوام کو کمیونزم کا فلسفہ سکھانا شروع کر دیا۔ قصہ مختصر کہ افغانستان افغانوں کا مقتل گاہ بن گیا۔ ان کی ناگفتہ بہ حالت امت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ بنے۔

روسیوں نے اپنے اس مکارانہ حربے کے تحت ہمارے اسلامی تشخص کو سرے سے ختم کرنے کی کوشش کی اور چاہا کہ ہمیں غلامانہ زندہ گی گزارنے پر مجبور کرے مگر ہمارے جیالے مجاہدوں نے ہمت سے کام لیا اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے باہمی اتحاد اور یگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر اسلامی جھنڈے تلے جمع ہو گئے جو کچھ گزشتہ دس برسوں میں افغانستان کے اندر اور ہمارے دارالہجرت میں ہم پر گذری ہے۔ اسے صرف ہم اور ہمارا اللہ جانتا ہے۔

جب افغانستان میں روسی جارحیت اپنی عروج پر جا پہنچی اور ہمارے افغان بھائیوں پر عرصہ حیات تنگ ہونے لگا تو انہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر کے نہایت بے بسی اور بے سرو سامانی کی حالت میں ننگے سر و پاؤں اپنے رب العزت کے احکام اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے ہجرت کا راستہ اختیار کیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں میل کا صعب العبور پہاڑی اور خطرناک راستہ جبکہ دشمن زمین اور ہوا سے آگ برسا رہا تھا۔ افغان مہاجرین حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے ایران و پاکستان پہنچے اور آج کل ایران میں ۱۵ لاکھ اور پاکستان میں افغان مہاجرین کی تعداد ۳۵ لاکھ سے زائد ہے ہمارے ان لٹے پٹے اور نہتے افغان مہاجرین پاکستان کے وسیع اور عریض میدانوں اور بے آب و گیاہ علاقوں میں کھلے آسمان

تلے ایک پھٹے پرانے خیموں تلے نہایت
صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے
سسکتی زندگی کے ایام گزار رہے ہیں
اگر تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو
معلوم ہوگا کہ دنیا میں آج تک کسی
بیرونی حملے کے نتیجے میں ایک ملک کی
اتنی بڑی آبادی اپنا گھربار چھوڑ کر دوسرے
ملکوں میں پناہ لینے پر مجبور نہیں ہوئی
آج ہمیں جن مشکلات کا سامنا ہے یہ
کوئی نیا اور انوکھا واقعہ نہیں۔ اگر ہم
ماضی میں جھانک کر دیکھیں تو پتہ چلے گا
کہ ماضی میں افغانوں نے بھی ایسے نازک
اور خطرناک موقع پر اپنے ایمانی جذبے
کے تحت بیرونی حملہ آوروں کا ڈٹ کر
مقابلہ کیا تھا۔ اور ان کے بڑھتے ہوئے
ناپاک قدموں کو روک کر اُن کی فولادی
طاقت کا بھرم کھول دیا تھا اور دنیا
کو اپنی شجاعت کا ثبوت دے کر اسے
ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

آج ہم فخر سے یہ دعویٰ کرنے کا
مستحق ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کی
اس انمٹ روایت کو نہیں بدلا ہے
بلکہ ہر نازک وقت پر بالکل اسی
طرح ان کی یادوں کو تازہ کر کے اسے
چار چاند لگائے ہیں۔ زندگی کے ہر
ایسے مواقع پر بڑے سے بڑے اور مشکل
سے مشکل مصائب و آلام کا مقابلہ
کرنا اور خاص طور پر اللہ کی راہ میں اپنا
سب کچھ نچھاور کرنا ہمارا نصب العین
اور فطرتی جذبہ ہے۔ جو ہماری رگوں
میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جہاد اور
شہادت کا گہرا اور پیچیدہ رشتہ
ازل سے مسلمانوں کی رگوں میں سمویا
ہے اور افغانوں کا تو کیا کہنا یہ رشتہ
تو ان کے ساتھ ایسا ہے جیسے چولی
دامن کا ہے۔ ہمارے اسلاف نے ماضی
میں ہمارے لئے جو انمٹ نقوش اور روشن
یادگاریں چھوڑی ہیں۔ وہ ہمارے لئے آج
مشعل راہ ثابت ہو رہی ہیں، ہم انہی کے
نقش قدم پر چل کر اپنے ملک کی آزادی
اور بقائے دین کے لئے جو جدوجہد کر
رہے ہیں، مذہب اور آزادی سے ہمارا والہانہ
عقیدہ، دنیائے عالم کے آزادی پسند اور
مظلوم اقوام کے لئے باعث تقلید اور
سرمشق ہے۔

بیدار مغز اور باشعور قوموں کا یہی
وصف ہوتا ہے کہ وہ اپنے محسنوں کو
ہر وقت یاد رکھتی ہیں۔

ہم جس عظیم نصب العین کے لئے
یہ سبھی مظالم سہہ رہے ہیں وہ سب
اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہے
امید ہے کہ ہمارے شہیدوں کا خون
ضرور رنگ لائے گا اور ظلمت کے یہ
اندھیرے جو افغانستان پر چھائے ہوئے
ہیں، بہت جلد چھٹ جائیں گے۔

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار
نہیں کر سکتا۔ کہ موت حق ہے۔ موت
ایک ایسی شے ہے۔ جس سے کسی جاندار
کو چھٹکارا نہیں۔ ہر انسان جانتا
ہے کہ اس کا انجام موت ہے۔ یہ
ایک قدرتی بات ہے۔ ہر جاندار کی موت
کا وقت مقرر ہے۔ کسی انسان کو موت
جلدی آ گھیرتی ہے اور کبھی انسان کو
عمر کی آخری حد تک پہنچا کر آتی ہے انسان
کے مرنے کے بعد ان کے اعمال اس کی
زندگی کی ایک بھولی بسری داستان
بن جاتی ہے مگر خوش نصیب ہوتے
ہیں وہ لوگ جو جہاد کے گرم مورچوں
میں دشمن کی بے رحم گولیوں کو اپنے
سینوں پر کھا کر بستر مرگ پر مرنے
کو ترجیح دیتے ہیں۔ جو لوگ آج تک
اللہ کی راہ میں اپنا سر کٹا چکے ہیں ایسے
لوگوں کی یادیں آنے والی نسلوں کے
لئے تا قیامت ان کے دل کی دھڑکن
بن کر رہیں گی۔ ہمارے بے بس لٹے
پٹے افغان مہاجرین جو آج کل کھلے
آسمان تلے موسم گرما کی شدید گرمی میں
دانوں کی طرح بُن کر اپنے ایام ہجرت
گزار رہے ہیں جب کہ بسا محرومیوں نے
بھی انہیں اپنے گھیرے میں لے رکھے ہیں
موسم سرما اور موسم گرما کے بے رحم
جھونکوں نے بھی ان کی مظلومیت پر
ترس نہ کھایا، موسم سرما کی سرد اور
یخ بستہ راتوں کے بے رحم تھپیڑوں نے
ان کے مرجھائے ہوئے چہروں کو مزید
غم آلودہ کر دیا ہے۔

حالیہ دنوں جو گرمی کی ایک شدید لہر
نے دنیا کے اکثر و بیشتر ملکوں پر یلغار
کیا۔ جس کی وجہ سے کئی افغان مہاجرین
اس کا شکار ہوئے۔ اکثر معصوم اور

(باقی ص ۵ پر)

تصوّر. پشاور

شہید کی پکار

دخترِ افغان
کاہے کو ہو تم ماتم کناں
کیا کھو گیا ہے تمہارا
ہٹ جاؤ خدارا
اطراف سے میرے
کہ گرتے ہوئے
لڑتے ہوئے
اور آگے بڑھتے ہوئے
مجاہد میرے
دکھائی دیتے ہیں
نعرے فلک شگاف اُن کے
سُنائی مجھے دیتے نہیں
اے عزتِ افغان
مجھے چھوڑ کر رونے کو تو
حالِ مجاہدین سنا
...
اے میرے برادرانِ افغان
میں مرا نہیں
قریب ہوں رگِ جاں سے بھی تمہاری
بس ذرا خمار سا آگیا ہے
عرصے کی جاگتی آنکھوں میں
تھک چکا تھا
سو واسطے چند ساعتوں کے
دراز ہو گیا ہوں.
کبھی دُور خود سے سمجھ نہ لینا مجھے
واسطے آزمائش کے
پکار لینا مجھے
خود سے آگے پاؤ گے مجھے
...
اے قومِ افغان.
گر تو چاہتی فتحائی ہے
تو سن
جا بجا گونجنے والی اپنی آوازوں کو
ہر موڑ پر بکھری کڑیوں کو
یکجا کر لے
ایک کر لے
تا دشمن تیرا صفوں میں تیری
شگاف کرنے نہ پائے
ختم تجھے کرنے نہ پائے
...
اور اے دخترِ افغان
بجائے رونے کے مجھے
تو میدانِ حشر میں پہنچ
دیکھ تیرے وطن کے جیالوں کو
شہادت کے متوالوں کو
شدتِ پیاس ستا رہی ہے
وا ہیں زخم اُن کے
پانی اُنہیں پلانے کے لئے
زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے
اِک مانند حضرت عائشہؓ و فاطمہؓ درکار ہے
تو میدانِ حشر میں پہنچ
بجائے مجھے رونے کے
اے دخترِ افغان

———

شہیدِ امت سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کی یاد میں

سالار اعظم شہید امت اور بطل بلابدیل اسلام امیر المومنین خلیفہ دوئم نظام اور حکومت اسلامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ماہ محرم الحرام میں شہادت کا رفیع مقام حاصل ہوا ہے. ہم چاہتے ہیں کہ ان کی یاد میں چند سطریں لکھ کر عاشقان فاروقؓ کے دلوں میں اس کی یاد تازہ ہو جائے۔

ولادت:

آپ کی ولادت واقعہ عام الفیل سے تقریباً ۱۳ سال بعد سن ۵۸۲ء میں بروز دوشنبہ ایک پہاڑی پہ ہوئی جو مکہ معظمہ کے جنوب میں واقع ہے اور آپ کی ولادت سے چار سال قبل واقعہ حرب فجار بھی ہو چکا تھا۔

نام و نسب:

آپ کا نام عمرؓ اور کنیت ابوحفص تھی۔ فاروقؓ کا لقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا آپ کے خاندان سے سفارت مخصوص تھی یعنی جب کسی قریش کو کسی قبیلہ میں بطور سفیر بھیجنا ہوتا تو آپ کے بزرگوں میں سے بھیجا کرتے یا جب کبھی تفاخر نسب کے اظہار کا موقع ہوتا تب آپ کے بزرگوں اور ان کے بعد آپ کا نام آتا۔

آپ آٹھویں پشت میں سرور کائنات کے نسب سے مل جاتے ہیں آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے:

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ ابن رباح بن عبد اللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی. کعب کے دو بیٹے ایک عدی اور دوسرے مرہ تھے. مرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں اور عدی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے.

اسلام:

آپ ۶ھ میں بعثت نبوی میں بعمر ۲۷ سال اسلام لائے. آپ کا مشرف بہ اسلام ہونا دوسرے مسلمانوں کے لئے باعث رحمت ہوا. کیونکہ جس روز آپ مسلمان ہوئے مشرکین مکہ نے کہا کہ آج ہمارا ایک شیر دل بہادر مسلمانوں نے مسلمان کر کے ہم سے سارا بدلہ لے لیا ہے. آپ نے مسلمان ہوتے ہی مسلمانوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں نماز پڑھی اور مشرکین مکہ دیکھتے رہے. مگر کسی کو چون و چرا کرنے کی جر[ات] نہ ہو سکی. ابن مسعود کی روایت ہے حضرت عمر فاروق جس روز ایمان لا[ئے] اسی روز سے اسلام عزت پاتا گ[یا] آپ کا اسلام فتح اسلام تھی، آپ [کی] ہجرت نصرت تھی اور آپ کی امامت "خلافت" رحمت تھی اس سے قبل [ہمیں] مجال نہ تھی کہ ہم کعبہ شریف میں تو [کیا] اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھ سکیں لی[کن] جب حضرت عمر فاروقؓ ایمان لائے آپ نے مشرکین کو للکار کر کہہ دیا' جو ا[پنی] زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ہو، وہ مخال[فت] کی جرأت کرے. مجبوراً قریش کو خانہ [کعبہ] میں نماز پڑھنے کی اجازت دینی پڑی [کسی] کو بھی مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔

ابن سعدؓ کہتے ہیں کہ جب سے حض[رت] عمرؓ ایمان لائے اسی وقت سے اسلا[م] ظاہر ہوا، ہم حرم محترم کا طواف کر[نے] اور کعبہ میں نماز پڑھنے لگے اس [کے] بھی بڑھ کر یہ کہ مشرکین سے بدلہ لی[نے] اور ان کا جواب دینے لگے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ایمان لائے اسلام برابر [ترقی]

کرتا رہا۔ اور جب آپ نے شہادت پائی تو نہ صرف اسلام کی ہی ترقی رک گئی بلکہ ہر قدم پیچھے ہٹنے لگا۔

ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ ہر شخص نے چھپ کر ہجرت کی۔ مگر حضرت عمرؓ نے ہجرت کی تو شمشیر بر ہنہ لے کر خانہ کعبہ میں آئے سات مرتبہ طواف کیا۔ مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں اور سردارانِ قریش کے مجمع میں جا کر کہا۔ میں ہجرت کر رہا ہوں، اگر کسی کو اپنی بیوی بیوہ اور اپنے بچوں کو یتیم کرنا ہو تو مجھے روکے، کسی کو آپ کو روکنے کی ہمت نہ ہوئی۔

بیعت خلافت:

آپ حضرت ابوبکر صدیق کے وصال کے بعد ۲۳ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۲۵ اگست ۶۳۴ء بروز سہ شنبہ کو خلیفۃ المسلمین بنائے گئے اور بیعت لینے کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے سب سے پہلا حکم جو جاری کیا وہ حضرت خالدؓ کی معزولی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کے اجتماع سے خطاب کر کے فرمایا: میں نے آج سے خالد کو معزول کیا اور ان کی جگہ ابو عبیدہ کو مقرر کیا۔ یہ قول ابن الاثیر کا ہے اور شبلی نعمانیؒ نے رد کیا ہے اور الاصابہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت خالدؓ کی معزولی کا واقعہ ۱۷ھ میں واقع ہوا تھا اور اس معزولی کے دو بڑے اسباب تھے کہ وہ فوج کے مصارف کا حساب نہیں دیتے تھے اور دوسرا یہ کہ حضرت خالدؓ نے ایک شاعر کو دس ہزار روپے انعام دیئے تھے۔

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت اسلامی ادوار میں سنہرا دور کہلاتا ہے۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے جب عنانِ خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اسلامی فتوحات کا وہ وسعت جو اس کے دور خلافت میں مسلمانوں کو نصیب ہوا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی اور اس مبارک دور میں شام عراق مصر، جزیرہ، خوزستان، عجم آرمینہ، آذربائیجان فارس، کرماں، خراسان اور مکران جس میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ آجاتا ہے اسلامی خلافت کا وسیع اور عریض رقبہ میں شامل ہو گیا مطلب یہ کہ عہد فاروقی میں اسلامی خلافت کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ مربع میل تھا۔ یعنی مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ مشرق کی جانب ۱۰۸۷ جنوب کی جانب ۴۸۳ میل پر پھیلا ہوا تھا، مغرب کی جانب چونکہ صرف جدہ تک حدِ حکومت تھی اس لئے وہ قابل ذکر نہیں۔

اسی طرح فتوحات کے علاوہ عہد فاروقی میں اسلامی نظام حکومت یا خلافت میں جو استحکام اور قیام نصیب ہوا تھا اس سے قبل موجود نہیں تھا اسلام میں خلافت یا حکومت کی بنیاد اگرچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد سے حقیقی معنوں میں شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دو سالہ خلافت میں اگرچہ بڑی بڑی مہمات کا فیصلہ ہوا یعنی عرب کے مرتدوں کا خاتمہ ہو گیا اور بیرونی فتوحات شروع ہوئیں۔ تاہم حکومت کا کوئی خاص نظام قائم نہیں ہوا اور نہ اتنا مختصر زمانہ اس کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایک طرف تو فتوحات کو اتنی وسعت دی کہ قیصر و کسریٰ کی وسیع سلطنتیں ٹوٹ کر عرب میں شامل گئیں دوسری طرف حکومت و خلافت کا نظام قائم کیا اور اس کو اس قدر ترقی دی کہ انسانی زندگی کے ساری شعبوں پر حاوی ہو گئی۔

اگرچہ حضرت عمرؓ کے نظام حکومت کے سب کارنامے یہاں تفصیلی طور پر ذکر نہیں کر سکتا۔ لیکن ان سے بعض قارئین کرام کے خاطر نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہوں تاکہ ان کو معلوم ہو سکے کہ وہ نظام حکومت جس کی کہ حضرت عمرؓ نے بنیاد رکھی اس کی مثال آج کی مروجہ حکومتوں میں نہیں ملتی۔ چاہیئے وہ غربی ہو یا اشتراکی۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اہم کارناموں سے شوریٰ کا قیام ہے اور وہ اکثر فرمایا کرتے۔ "لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوِرَةٍ" خلافت مشورے کے بغیر سرے سے جائز ہی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دو قسم کے شوریٰ قائم کئے ایک عاملہ اور دوسرا عمومی شوریٰ، شوریٰ عاملہ وہ تھا جو امور انتظامی میں کارفرما

تھا۔ اور وہ شوریٰ جو امور مملکت اور حکومت کے لئے تھا وہ اکابرین صحابہ پر مشتمل تھا۔ اس مجلس مشاورت میں بنو اوس اور بنو خزرج انصار سے اور مہاجرین میں سے اس مجلس مشاورت میں حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن حارث رضی اللہ عنہ جیسے صاحب الرائے صحابہ شامل تھے اور عام شوریٰ میں ان بزرگوں کے علاوہ مہاجرین و انصار کے قبائل کے شیوخ بھی شریک ہوتے تھے۔ ہر شخص کو کامل آزادی سے تنقید و رائے دہی کا حق حاصل تھا شوریٰ کا یہ تصور آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی سے لیا تھا کیونکہ آپ اہم امور میں صحابہ سے مشورہ لیتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی حکم دیا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ اور ان کے ساتھ امور کے فیصلے کے بارے میں مشورہ کرنا۔

۲۔ نظامِ حکومت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت اور خلافت کو پانچ شعبوں میں تقسیم کیا۔ صوبائی نظام، معاشی نظام، زرعی نظام، عدالتی نظام اور فوجی نظام۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں اسلامی حکومت کے حدود وسیع تر ہو گئے تھے آپ نے اپنے صوبائی نظام کو امت کی مشکلات دور کرنے اور ان کی آسانی کے لئے گیارہ صوبوں پر تقسیم کیا۔ جو درج ذیل تھے: مکہ مکرمہ، مدینۃ الرسولؐ، شام جزائر عرب، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین خراسان، آذربائیجان اور فارس۔ اور ان کے انتظامی امور کو چلانے کے لئے متقی اور مستعد رجال تیار کیا تھا۔

معاشی نظام کی بہبود کی خاطر بیت المال قائم کیا۔ درآں حالیکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں منظم طریقے سے بیت المال کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ خراج اور مال غنیمت سے جتنی آمدن ہوتی وہ سب تقسیم کر دی جاتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المال مسلمین کو درج ذیل ذرائع آمدن سے مستحکم بنایا تھا:

خمس غنائم، زکوٰۃ، عشر، جزیہ، عشور جو ایک تجارتی ٹیکس تھا جسے حضرت فاروق اعظم نے نافذ کیا تھا۔

زرعی نظام کو بھی پوری طرح منظم کیا تھا۔ پیمائش اراضی کا طریقہ وضع کیا۔ افتادہ زمینوں کو آباد کیا۔ جاگیرداری کا خاتمہ کیا۔ نہریں کھدوائیں:

عدالتی نظام، عہد فاروقی میں عدلیہ کا خود مختار ادارہ بنا دیا تھا۔ اگرچہ قاضیوں کا تقرر امیرالمؤمنین کی طرف سے ہوتا تھا لیکن وہ اتنے خود مختار تھے کہ خود امیرالمؤمنین بھی بوقت ضرورت حاضر عدالت ہوتے۔ قاضیوں کے لئے کافی معاش اور ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے پورا بندوبست کیا تھا تاکہ رشوت نہ لیں۔ اسی طرح افتاء کا نظام مقرر اور رائج کیا تاکہ بوقت ضرورت لوگوں کے شرعی و دینی مسائل حل کریں

فوجی نظام، حضرت فاروق اعظم کے دور خلافت میں فوج کو منظم کیا گیا۔ پولیس کا نظام اور جاسوسی کا نظام قائم کیا گیا اور اسلامی فوج میں دو قسم مجاہدین شامل تھے۔ کچھ لوگ ہمیشہ جنگی مہمات میں مصروف پیکار رہتے۔ جن کی حیثیت باقاعدہ فوج کی تھی، علاوہ ازیں ایک عظیم تعداد ایسے مجاہدین کی تھی۔ جو بوقت ضرورت میدان جنگ میں روانہ کئے جاتے اور جہاد سے فارغ ہو کر معاشرتی زندگی کے دوسرے شعبوں میں چلے جاتے یہ رضاکار فوج تھی۔ دونوں قسم کے مجاہدین کا الگ الگ اندراج ہوتا اور دونوں کو تنخواہیں ادا کی جاتیں ہر سال کم و بیش تیس ہزار فوج بھرتی کی جاتی۔ سامان حرب کی انواع مہیا کیا گیا۔ سامان رسد کا بندوبست کیا۔ جیل خانے بنوائے گئے۔ ہر فوجی کو چار ماہ بعد گھر جانے کی رخصت قانونی سمجھا گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت اہم خدمات سرانجام دیئے جو اولیات فاروقیہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں اور ہم بطور اختصار ان کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔ سنہ اور تاریخ قائم کیا اور اس کا

اداریہ

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی وفات تمام عالم اسلام کے لیے بہت بڑا المیہ ہے

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جلیل القدر صدر، غریبوں بے کسوں اور بے سہارا لوگوں کے مونس و غمخوار، عظیم مجاہد، تحریک احیائے اسلام کے نامور رہنما، معذور افراد کے ہمدرد، بیواؤں کے مدد گار، یتیموں کے شفیق، محتاجوں کا سہارا، وحدت اسلامی کا مخلص داعی، امن و سلامتی کے علمبردار بے وطن اور مہجور افغانوں کے سچے دوست اور غم شریک، اللہ کے سچے سپاہی اور عاشق حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جنرل محمد ضیاء الحق کی ناگہانی اور اندوہناک موت ایک ایسا المیہ ہے۔ جس سے امت مسلمہ ایک ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوا ہے۔

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو بہاول پور کے قریب بدقسمت فضائی حادثہ ایک ایسا المناک حادثہ ہے۔ جس کی وجہ سے لاکھوں نہیں کروڑوں انسانوں کی آنکھیں پرنم و اشکبار ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ اس حادثے میں جان بحق ہونے والوں کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

شہید مجاہد اسلام صدر جنرل محمد ضیاء الحق جسمانی طور پر تو ہم سے جدا ہو گئے لیکن ان کی یادیں ہمارے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہیں گی۔ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے قربانی دی۔ شہید صدر ضیاء الحق نے اسلام کے لئے بہت کچھ کیا۔ وہ اسلام سے والہانہ محبت رکھتے تھے اسلام سے ان کی محبت کا اندازہ ان کے اس تقریر سے بخوبی ظاہر ہے، جو شہید صدر نے ملک میں شریعت آرڈیننس کے نفاذ کے موقع پر قوم سے کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا:

"نفاذ شریعت ہی ہماری تخلیق کا جواز ہے، نفاذ شریعت ہی ہمارے وجود کا سہارا ہے۔ نفاذ شریعت ہی ہماری بقاء کی ضمانت ہے۔"

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اپنے آپ کو اسلام کا سپاہی سمجھتے تھے اور مسلمان کی حیثیت سے ان کی توانائیاں صرف پاکستان کو مضبوط و مستحکم بنانے کے لئے مخصوص نہیں تھیں بلکہ پورا عالم اسلام ان کی توجہ کا مرکز تھا۔

مجاہد اسلام شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے یکم اکتوبر ۱۹۸۰ء کو جنرل اسمبلی سے خطاب کیا۔ انہوں نے ۱۵۰ سے زیادہ ملکوں کے نمائندوں پر مشتمل اس عظیم ترین بین الاقوامی اجتماع میں اپنی تقریر سے پہلے تلاوت قرآن عظیم الشان کا اہتمام کیا۔ جو بذات خود شہید صدر کا ایک قابل قدر اور ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ اس سے پہلے اقوام متحدہ میں کبھی بھی تلاوت قرآن پاک عمل میں نہیں آیا تھا۔

شہید صدر کا ایک اور بڑا کارنامہ وہ جاندار موقف ہے جو پاکستان نے افغانستان کے مسئلے پر اختیار کیا مرحوم صدر نے افغانستان میں غیر ملکی فوجی مداخلت کے

تعین، ہجرت کے سال سے کیا جو آج تک جاری ہے۔ اسلامی سال کا آغاز یکم محرم سے شروع ہوتا ہے۔

۲: مردم شماری کا قانون نافذ کیا

۳: اسلامی اقتصاد اور معیشت کو فروغ دینے اور مستحکم بنانے کے لئے نہریں کھدوائیں۔ نہر ابوموسیٰ، نہر معقل نہر سعد اور نہر امیرالمومنین خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

۴: نئے شہر آباد کرائے جن میں سے شہر کوفہ، شہر بصرہ، شہر حیرہ، شہر فسطاط اور موصل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۵: مجرمین کے لئے دُرّہ کا سزا مقرر کیا اور قرآن و سنت کے مطابق اس کو عملی جامہ پہنا دیا۔

۶: بیت المال یعنی خزانہ دولت کا قیام عمل میں لایا گیا۔

۷: امیرالمومنین کا لقب اختیار کیا جو اس سے قبل نہ تھا۔

۸: فوجی اور نظامی دفتروں کے قیام کا داغ بیل ڈالا۔

۹: عدالتیں اور افتار قائم کیں اور قاضی مقرر کئے۔

۱۰: مجرمین کے لئے جیل خانے قائم کئے تاکہ جرائم کا سد باب ہو سکے اور اسلامی خلافت میں امن برقرار رہ سکے۔

۱۱: مختلف شہروں میں سرکاری مہمان خانے تعمیر کروائے۔

۱۲: راتوں کو گشت کر کے رعایا کے حالات دریافت کرنے کا طریقہ رائج کیا اور پولیس کا محکمہ قائم کیا۔

۱۳: راہ میں پڑے ہوئے لاوارث بچوں کی پرورش اور تربیت و پرداخت کے لئے روزینے مقرر کئے۔

۱۴: جہاد کے لئے مختلف نسلوں کے گھوڑوں اصیل، مجنس کی تشخیص کی داغنے اور نمبر لگانے کا طریقہ رائج کیا۔

۱۵: یہ فرمان قانون کے طور پر نافذ کیا کہ اہل عرب غلام نہیں بنائے جا سکتے

۱۶: مکاتب اور مدارس قائم کئے اور معلّمین کی تنخواہیں مقرر کیں

۱۷: رمضان المبارک میں تراویح جماعت سے قائم کئے۔

۱۸: شراب خواری کی حد و سزا اسّی کوڑے مقرر کئے۔

۱۹: مساجد میں رات کے وقت روشنی کا انتظام کیا۔

۲۰: اماموں اور مؤذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

۲۱: اسلامی ادب اور ثقافت کو جاہلی طریقے سے نکال کر اسلامی اور شرعی قانون کے مطابق بنایا۔ جس میں ہجو اور توہین آمیز اشعار کہنے پر سزا مقرر کی۔

۲۲: غزلیہ اشعار میں خواتین کا نام لینے کو جرم قرار دیا۔

۲۳: عشر، خراج، عشور اور لگان کا قانون بنا کر اور اس کو نافذ کیا۔

۲۴: مفلوک الحال اور بے بس ذمیوں اور غیر مسلموں کے وظائف اور روزینے اسلامی بیت المال سے مقرر کئے جو کہ اسلامی مساوات کا اعلیٰ اور ارفع نمونہ ہے۔

۲۵: زمینوں کی پیمائش کا قانون بنا کر جاری کیا تاکہ جاگیرداری کا نظام ختم ہو جائے اور شرعی اصول کے مطابق ہر شہری کو زراعت کے لئے زمین میسر ہو

۲۶: حربی یعنی غیر مسلم تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی بشرطیکہ وہ حرام اور نامشروع اموال تجارت کو اسلامی مملکت میں لانے اور رواج دینے سے باز رہے۔

۲۷: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام سے اس کام کو پورا کیا۔

۲۸: قیاس کو کتاب اللہ، سنت الرسول اور اجماع کے بعد شرعی اصل چہارم کے قبول کرنے کے لئے اصول، ضوابط اور شرائط وضع کر کے اور اس کا شرعی مأخذ ہونے کا حکم دیا۔

۲۹: فرائض یعنی میراث کے مسائل میں عول کا مسئلہ ایجاد کیا۔

۳۰: دریا کی پیداوار مثلاً عنبر وغیرہ پر محصول لگایا اور محصل مقرر کئے۔

۳۱: فجر کی اذان میں الصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اضافہ کیا۔ چنانچہ مؤطا امام مالک میں اس کی تفصیل مذکور ہیں۔

۳۲: مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا ان کی اجازت سے تمیم الداری نے وعظ کیا اور یہ اسلام میں پہلا وعظ تھا۔

۳۳: نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کرا دیا۔

۳۴: تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کیا۔

۳۵: تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں طلاق بائن قرار دیا۔

۳۶: وقف کا طریقہ ایجاد کیا جب کہ اس سے پہلے نہ تھا۔

۳۷: عہد فاروقی میں مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلم باشندوں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا اور ان کے مذہب اور عقائد میں قطعاً مداخلت نہیں کی بلکہ اس کے برعکس انہیں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی۔ ان کے گرجے اور عبادت گاہیں محفوظ رہیں۔ اور غیر مسلموں پر جبر و اکراہ مسلمان بنانے کا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ عمر فاروق کا ذاتی غلام بھی غیر مسلم تھا۔

قارئین کرام! حضرت عمر فاروق کے اصلاحی کارنامے ان کے سوا بھی ہیں۔ جن کو ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہیں اور یہ چند کارنامے اس لئے ذکر کئے تا کہ اسلامی دنیا کے وہ قائدین اور سربراہان ممالک اسلامی ان کو دیکھ کر اپنی اپنی حکومتوں میں قانون کے طور پر رائج کریں۔ اور اسلام کے نشاط ثانیہ کو ان کی بدولت فروغ دے۔

شہادت:

۲۱ھ مطابق ۶۴۱ء جب نہاوند فتح ہوئی تو اسیران جنگ نہاوند میں ایک مجوسی جس کا نام فیروز اور کنیت ابو لؤلؤ تھے مدینہ میں لایا گیا اور حضرت مغیرہ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ کو بطور غلام دیا، فیروز مدینہ میں نقاشی، نجاری اور آہن گری کا پیشہ کرتا تھا۔ حضرت مغیرہ نے فیروز پر روزانہ دو درہم محصول مقرر کر دیا تھا۔ جو تقریباً سات آنے بنتے ہیں۔ ایک دن فیروز نے سر بازار فاروق اعظمؓ سے اپنے آقا حضرت مغیرہ کی شکایت کی کہ وہ زیادہ محصول لیتا ہے۔ حضرت فاروق نے اس سے دریافت کیا تم کیا کام کرتے ہو، جواب دیا نقاشی، نجاری اور آہن گری،

حضرت عمرؓ نے فرمایا، اتنے پیشوں پر یہ محصول کچھ زیادہ نہیں ہے اس پر فیروز سخت ناراض ہو کر چلا گیا اور دوسرے دن جب حضرت عمرؓ صبح کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں پہنچے اور جب نماز کے لئے صفیں کھڑی ہوئیں تو آپ نے امامت کی نماز شروع کی۔ فیروز گھات میں بیٹھا ہوا تھا۔ کمین گاہ سے نکل کر امیر المومنین پر خنجر سے چھ وار کئے جن میں سے ایک ناف کے نیچے پڑا۔ آپ نے فوراً عبدالرحمان بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود زخموں کے صدموں سے گر پڑے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ حضرت عمرؓ سامنے بسمل پڑے تھے۔ فیروز نے اپنا منحوس کام کر کے بھاگا۔ تو لوگوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی اس نے کئی شخصوں کو بھی زخمی کیا اور کلب بن ابی بکیر کو بھی شہید کر دیا۔ مگر آخر کار پکڑا گیا اور اس نے خودکشی کر لی۔

آپ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ چہار شنبہ کے دن زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ مطابق ۶۴۵ء شنبہ کے روز رحلت فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ کا نماز جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھایا۔ حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور آپ کے صاحب زادے حضرت عبداللہ رضی اللہ نے آپ کو قبر میں اتارا۔

آپ حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں حضرت ابوبکر صدیق کے پہلو میں دفن کئے گئے جو آپ کی دلی خواہش تھی۔

شہادت کے وقت حضرت عمرؓ ۶۳ سال کے تھے اور کل مدت خلافت دس سال چھ مہینے اور چار دن تھی

اخبار جہاد

۳۰ مجاہدین کے بدلے ایک روسی اسیر رہا کر دیا گیا، ۳ فوجی ہلاک، بھاری مقدار میں اسلحہ پر قبضہ

محاذ جنگ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق افغانستان کے مختلف مقامات پر دشمن سے شدید جھڑپوں کے دوران ۳، کابلی فوجی ہلاک ۱۱، افراد زخمی اور دیگر ۲، افراد اسلحہ سمیت زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق شہید ذبیح اللہ فرنٹ کے جیالے مجاہدوں نے ۷، جولائی ۱۹۸۸ء کو جناب آغا محمد کی قیادت میں دشمن کے ایک فوجی پوسٹ پر حملہ کر کے ۳، فوجی کو ہلاک ۱۱، زخمی اور دیگر ۲، افراد کو اسلحہ سمیت زندہ گرفتار کر لیا۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے جناب کمانڈر خواجہ کی قیادت میں ایک کامیاب کاروائی کر کے دشمن سے ۱۱، عدد کلاشنکوف، ایک عدد مشین گن اور ایک وائرلیس سیٹ چھین لیا ہے۔

ایک اور اطلاع میں کہا گیا ہے کہ مجاہدین نے ۳۰، مجاہدین کے بدلے ایک روسی اسیر کو جو ۷، جولائی ۱۹۸۸ء کے جھڑپ کے دوران مجاہدین کے ہاتھوں اسیر بنا لیا گیا تھا، تبادلہ کے وقت مجاہدین کی طرف سے سخت حفاظتی اقدامات عمل میں آ چکے تھے۔

ہزاروں مجاہدین نے پغمان کا محاصرہ کر لیا، کابل پغمان شاہراہ بند، روسی توپخانے کی زبردست گولہ باری

اسلام آباد (پ پ ا) ہزاروں افغان مجاہدین نے گزشتہ دو ہفتوں سے پغمان کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ جس کے باعث علاقے کو سپلائی کے راستے بند ہو گئے ہیں مغربی سفارت کاروں کے مطابق افغان انتظامیہ مجاہدین کے محاصرے کو توڑنے کے لئے بھاری روسی توپ خانے کا استعمال کر رہی ہے۔ واضح رہے کہ پغمان کا قصبہ کابل سے ۱۲ کلومیٹر دور ہے سفارت کاروں کے مطابق کابل فوج اور ملیشیا بھاری روسی گولہ باری کی آڑ میں اس علاقے کی چھاؤنی پر دوبارہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ لیکن کابل پغمان روڈ پر اب تک مجاہدین کا قبضہ ہے اور یہ سڑک بند پڑی ہے وائس آف امریکہ نے خبر دی ہے کہ کابل کے علاقے میں مجاہدین کی سرگرمیاں پوری شدت کے ساتھ جاری ہیں۔ اور گزشتہ ہفتے کے دوران مجاہدین نے کئی فوجی تنصیبات کو راکٹوں سے نشانہ بنایا۔ مغربی سفارتکاروں کا خیال ہے کہ ان حملوں میں بہت سا جانی نقصان ہوا ہے۔ کیونکہ مجاہدین صرف ۲۳ جولائی کو کابل پر ۶۰ راکٹ پھینکے۔ مجاہدین نے عید کے روز بھی راکٹ پھینکنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس سے قبل مجاہدین نے عید کی نماز کے موقع پر عوام کو پمفلٹوں کے ذریعے اپنے

پروگرام سے آگاہ کر دیا تھا۔ اسی دوران ایک راکٹ فرانس کے سفارتخانے میں گرا۔ جس سے سفارت خانے کے اندرونی حصے کو نقصان پہنچا۔ جب کہ ایک راکٹ سے امریکی سفارت خانے کو معمولی نقصان پہنچا۔ اس کے علاوہ کابل ریڈیو سٹیشن کو بھی معمولی نقصان پہنچا۔ مغربی سفارتکاروں کے مطابق افغانوں کا خیال ہے کہ روس خود کابل پر گولاباری کر رہا ہے۔ کیونکہ اسے شبہ ہے کہ مجاہدین نے شہر میں اپنے اڈے قائم کر رکھے ہیں۔

لڑائی میں قندھار کا ۷۰ فیصد حصہ تباہ ہو گیا۔ روسی فوج نے ہائی وے کے ساتھ کئی میل تک مکانوں کو گرا دیا

واشنگٹن ۔ کابل میں مجاہدین کی طرف سے میزائلوں کے حملوں میں اضافہ کی وجہ سے مشرقی و مغربی بلاک نے اپنے سفارت خانے کے عملے میں کمی کرنی شروع کر دی ہے۔ واشنگٹن پوسٹ نے اپنے نئی دہلی کے نمائندے کے حوالے سے رپورٹ دی ہے۔ کہ مجاہدین واپس جانے والے روسی فوجیوں پر حملہ کر رہے ہیں فوجی مبصرین نے کہا ہے کہ مجاہدین اس وقت تک کوئی بڑی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے جب تک آدھی سے زیادہ روسی فوج واپس نہیں چلی جاتی دریں اثنا واشنگٹن ٹائمز نے رپورٹ دی ہے کہ لڑائی کے دوران قندھار کا ۷۰ فیصد حصہ تباہ ہو گیا ہے روسی فوج نے ہائی وے کے ساتھ کئی میل تک مکانوں کو گرا دیا ہے تاکہ مجاہدین وہاں پناہ نہ لے سکیں۔

وادی لوگر میں روسی طیاروں کی مسلسل بمباری سے فصلیں تباہ علاقے میں قحط پھیل گیا۔ مجاہدین پر بڑے حملے کی تیاریاں

پشاور۔ افغانستان کی وادی لوگر میں روسی طیاروں اور زمینی دستوں کی طرف سے کھیتوں اور فصلوں پر گولہ باری کے نتیجے میں قحط کا شکار ہو گئی ہے۔ افغان میڈیا سنٹر کی طرف سے اتوار کے روز یہاں جاری ہونے والے ایک پریس ریلیز کے مطابق ۱۳ سے ۱۶ جولائی تک روسی طیاروں نے صوبائی ہیڈکوارٹر زیل عالم کے علاقے میں فصلوں پر بمباری کر کے ایک سو سے زیادہ کھیتوں میں فصلیں نذر آتش کر دیں۔ جب کہ محمد آغا کے علاقے میں بمباری د گولہ باری کے نتیجے میں ۵۰ سے زیاد
کھیتوں میں فصلیں جل گئیں۔ دریں اث
حال ہی میں وادی لوگر کے علاقے ایاز
میں روسی دستے تعینات کر دیئے گئے
ہیں جب کہ افغان فوج کے ایک یونٹ
کے بدلے بھی روسی دستے تعینات
دیئے جائیں گے یہ کارروائی ایک طرف
مجاہدین کے خلاف روسی دستوں کی طر
سے لوگر میں ایک بڑے حملے کے سلسلے
کی گئی ہے۔ جب کہ دوسری جانب
اقدام اس لئے بھی کیا گیا ہے کہ افغ
فوجی اب مجاہدین کے خلاف جنگ
دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔

افغان مجاہدین نے دو طیار اور ایک ہیلی کاپٹر مار گرای

قندہار ۴ اگست۔ مجاہدین نے قن
کے گرد محاصرے کو مزید سخت کر دیا
اور مجاہدین اور کابل سوویت افواج

تنگ جاری ہے۔ پی ٹی وی کے
گزشتہ روز مجاہدین کابل سوویت
کے دو طیارے اور ایک ہیلی کاپٹر
ائے۔ جب کہ مجاہدین نے سات
اور نو بکتر بند گاڑیوں پر بھی
کر لیا۔

رڈ ناؤ زے کی کابل آمد
ھماکے ۴ افراد ہلاک، لوگر
روسی فوج کا گھراؤ بھاری تعداد
افغان فوجیوں کی ہلاکت

سلام آباد (اپ پ) مجاہدین نے افغانستان
کے حصوں میں کابل حکومت پر اپنے
میں اضافہ کر دیا ہے۔ افغان نیوز
کے مطابق مجاہدین صوبہ بغلان
ب خنجان کے علاقہ میں مختلف حملوں
دران ۳۶ کابلی فوجیوں کو ہلاک کر
چوکیوں، دو ٹینکوں تین گاڑیوں
ایک بھاری مشین گن پر قبضے کے
دو افسروں کو بھی گرفتار کیا۔ پل خمری
علاقے میں مجاہدین نے تیل کی ایک
لائن بھی تباہ کر دی۔ صوبہ پغمان
بھی مجاہدین نے ایک فوجی چوکی پر
سے حملہ کر کے ۲۰ افغان فوجیوں
اک کر دیا ایک اطلاع کے مطابق
کابل میں دہہ صبا کے قریب کابل
فوج کے ایک سو افراد مجاہدین سے
ہیں۔ علاوہ ازیں مجاہدین نے پغمان
میر اور شکار درہ کے علاقوں میں

بھی مختلف اوقات میں حملے کر کے ۴۵ افغان فوجیوں کو ہلاک کر کے چار چوکیوں ایک ٹینک دو گاڑیوں کو تباہ کر دیا افغان نیوز ایجنسی کے مطابق مجاہدین نے دلرام سے خوراک لانے والے قافلے پر بھی حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں ایک ٹینک اور دو گاڑیاں تباہ ہو گئیں اور ۱۱ افغان فوجی بھی گرفتار کر لئے گئے۔

مجاہدین نے سید کاران کے ضلع پر حملہ کیا اور ڈسٹرکٹ کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا۔ صوبہ لوگار میں ماگوخیل کے قریب کابل گردیز روڈ پر مجاہدین کے حملے سے ۲۵ افغان فوجی ہلاک ہوئے۔ جب کہ تین ٹینک اور چار گاڑیاں بھی تباہ ہو گئیں، غزنی میں مجاہدین نے ایک فوجی چوکی پر حملہ کر کے ۱۲ افغان فوجیوں کو ان کے اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا۔ قندھار سے ایک اطلاع کے مطابق قندھار کا ہوائی اڈہ کابل فوجیوں کے حوالے کرنے کے لئے روسی مشیروں کا ایک وفد شنداد سے یہاں پہنچ گیا ہے۔ صوبہ زابل میں بھی مجاہدین نے ۱۷ افغان فوجیوں کو ہلاک یا زخمی کر دیا ہے۔ تہران ریڈیو کے مطابق اسی حملے میں مجاہدین نے دو ٹینک اور سات گاڑیاں تباہ کر دیں۔ جب کہ ۶۰ افغان فوجی مجاہدین میں شامل ہو گئے دریں اثناء روسی وزیر خارجہ شیورڈ ناؤزے کی کابل میں آمد کے موقع پر شہر میں ایک بم دھماکہ ہوا۔ جس کے نتیجے میں چار افراد ہلاک اور ۱۷ زخمی ہو گئے ایک اور اطلاع کے مطابق جلال آباد میں فوجی اور اقتصادی تنصیبات پر ۲۴ میزائل پھینکے گئے۔ جس کے نتیجے میں کمیونسٹوں کی ایک بھاری تعداد ہلاک ہو گئی، پی پی آئی کے مطابق پشاور میں موجود حزب اسلامی خالص گروپ کے ذرائع کا کہنا ہے کہ صوبہ لوگار میں حال ہی میں پہنچنے والی روسی فوج کو مجاہدین نے محاصرے میں لے لیا ہے دس ہزار روسیوں اور سینکڑوں ٹینکوں پر مشتمل فوج صوبہ قندھار اور غزنی کا محاصرہ توڑنے کے لئے جا رہی تھی کہ مل عالم کے قریب مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں ۴ فوجی ٹرک تباہ ہو گئے۔ اس حملے میں ۶ مجاہدین بھی شہید ہو گئے۔ دریں اثناء علاقے پر افغان طیاروں کی روزانہ بمباری سے متعدد مکانات تباہ ہو گئے۔ ان بمباریوں سے علاقے میں ۸ افراد اور ۵۰ بھیڑیں بھی ہلاک ہوئیں جب کہ ۴ مجاہدین بھی شہید ہوئے۔ ایک عینی شاہد کے مطابق کابل میں مجاہدین ۲۵ افغان افسروں کو بھی گرفتار کر کے پغمان لے گئے ہیں۔

افغان مجاہدین نے ۸۰ فیصد
علاقہ آزاد کرا لیا، قندھار
پکتیا میں گھمسان کی لڑائی
سینکڑوں کابلی فوجی ہلاک و زخمی

اسلام آباد (اپ پ) امریکہ کے نائب وزیر خارجہ مائیکل آرماکوسٹ نے کہا

ہے کہ افغان مجاہدین نے اب افغانستان میں ۸۰ فیصد علاقوں پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق آرنا کوسٹ نے ایک انٹرویو میں کہا کہ روسی فوجوں کے انخلاء کے ساتھ ساتھ افغان مجاہدین روسی ہتھیاروں کی بڑی مقدار پر قبضہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ روسی فوجی انخلاء شیڈول کے مطابق ہو رہا ہے۔ ریڈیو تہران کے مطابق مجاہدین نے پکتیا اور وردگ صوبوں میں اپنے حملوں کے دوران سات فوجی چوکیوں پر قبضہ کر لیا مجاہدین نے ہرات میں ایک بڑے

علاقے اور افغان فوجی اڈے پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ ان حملوں کے دوران مجاہدین نے ۸۰ کابلی فوجیوں کو ہلاک یا زخمی کر اور ۲۹ کو گرفتار کر لیا ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے قندھار کے علاقے سپین بلاک میں ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ جس کے نتیجے میں ہیلی کاپٹر میں سوار ۷ افراد ہلاک ہو گئے۔ سپین بلاک میں مجاہدین نے کابل فوج سے گھمسان کی لڑائی کے دوران تین دیہات کو آزاد کرا لیا۔ اور ۳۲ فوجیوں کو ہلاک یا زخمی کر دیا۔ اس دوران متعدد مجاہدین بھی جاں بحق یا زخمی ہوئے اس طرح مجاہدین نے کابل میں ۴۶ کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ دریں اثناء مجاہدین نے قندھار کے علاقے اورنگ آباد پر بمباری کرنے والے ایک طیارے کو بھی مار گرایا بمباری کے نتیجے میں گیارہ شہری ہلاک ہو گئے۔

افغان کمانڈر مجاہدین سے آملا

پشاور۔ افغان میڈیا سنٹر کی طرف سے جاری ہونے ایک بیان کے مطابق کابل کے سب ڈویژن شکردرہ میں ۱۸ جولائی کو مجاہدین نے چار فوجی چوکیوں کا صفایا کر دیا۔ مجاہدین نے اس حملے میں ۱۶ فوجی ہلاک ۸۰ زخمی کر دیئے۔ مجاہدین نے ۲۹ رائفلوں پر قبضہ بھی کر لیا ایک اور اطلاع کے مطابق پکتیا صوبے کے دارالحکومت گردیز ۵۰۲ رجمنٹ کے

لوجسٹک انچارج کمانڈر محمد زمان ۲۲ جولائی کو ۲۵۰ مختلف النوع ہتھیاروں سمیت حزب اسلامی (حکمت یار) کے مجاہدین سے آملے ہیں۔

کابل ائیرپورٹ پر راکٹوں سے حملہ، ۴ طیارے تباہ، پکتیا میں فوجی چوکی پر مجاہدین کا قبضہ، نورس کی فوجی چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا گیا

اسلام آباد۔ افغان مجاہدین نے کابل ائیرپورٹ پر حملہ کر کے چار طیاروں کو تباہ اور ۱۷ افراد کو ہلاک کر دیا۔ مجاہدین کی طرف سے ائیرپورٹ پر بڑھتے ہوئے حملوں کے پیش نظر روسی فوج نے ائیرپورٹ کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے مغربی سفارت کاروں کے مطابق مجاہدین نے گذشتہ دنوں کابل ائیرپورٹ پر سات راکٹ پھینکے۔ ان میں سے تین راکٹ اپنے نشانے پر نہیں گرے۔ جس کے باعث شہری آبادی کا جانی نقصان ہوا۔ جب کہ ہوائی اڈے پر موجود چار جہاز تباہ ہو گئے۔ گذشتہ آٹھ ماہ کے دوران مجاہدین کا کابل ائیرپورٹ پر یہ دوسرا بڑا حملہ تھا۔ ریڈیو تہران کے مطابق صوبہ پکتیا میں مجاہدین نے ایک فوجی چوکی پر قبضہ کر لیا اور چھ کابل فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ جبکہ مجاہدین نے قندھار میں ایک فوجی چھاؤنی پر حملے کے دوران ۸۰ کابلی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ مجاہدین نے جلال آباد شہر میں فوجی اڈوں پر سات میزائل پھینکے جس سے کابل فوج کا بھاری مالی و جانی نقصان ہوا۔ صدر کے انقلاب اسلامی کے مطابق مجاہدین نے صوبہ زابل کی نورس چھاؤنی کا محاصرہ کر لیا ہے اور فوج اور مجاہدین کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ اس دوران کابل فوج کے دو ٹینک اور کئی فوجی گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ جبکہ مجاہدین نے اسلحے کی بھاری مقدار پر قبضہ کر لیا۔

مجاہدین نے ایک روسی افسر ہلاک، تین کو گرفتار کر لیا، قیدیوں کو ایک لاکھ ۸۰ ہزار ڈالر فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا

اسلام آباد ۴ اگست۔ صوبہ فرح

کے علاقہ شینڈنڈ میں مجاہدین کی کامیاب کارروائیوں کے نتیجے میں ایک روسی افسر کو ہلاک اور تین کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ریڈیو صدائے انقلاب افغانستان کے مطابق ان روسی فوجی افسروں کی گرفتاری کے بعد روسی کمانڈروں نے ان کی رہائی کے لئے مجاہدین سے رابطہ قائم کیا اس کے جواب میں مجاہدین نے مطالبہ کیا کہ اس علاقے میں جن مجاہدین کو ان لوگوں نے قیدی بنا رکھا ہے ان روسی افسروں کے بدلے میں انہیں رہا کیا جائے۔ بالآخر روسی ان تین زندہ افسروں کی رہائی اور چوتھے کی رہائی کی واپسی کے لئے ایک لاکھ ۸۰ ہزار ڈالر فدیہ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے۔

کابل شہر پر مجاہدین کا راکٹوں سے ایک اور حملہ، ایئرپورٹ کی فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا دو سوویت فوجی ہلاک متعدد زخمی

مجاہدین نے کابل شہر پر راکٹوں سے ایک اور حملہ کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں دو سوویت فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے مجاہدین کے ذرائع کے مطابق یہ حملہ بدھ اور جمعرات کی شب کیا گیا۔ مجاہدین نے کم و بیش تیس راکٹ فائر کئے اس حملہ کے ذریعے کابل ایئرپورٹ کی فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا۔ روس کی سرکاری خبر رساں ایجنسی کے مطابق کابل ایئرپورٹ کے قریب ۱۳ راکٹ گرے۔ جس سے ایک شہری ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔ سوویت فوجوں نے اس بات کی بھی تصدیق کی ہے کہ مجاہدین نے چند روز پہلے جنوبی افغانستان سے واپس جانے والے ۳۰ بکتر بند گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلے پر بھی حملہ کیا۔ یہ حملہ سالانگ سرنگ کے دہانے پر کیا گیا اس میں متعدد سوویت فوجی ہلاک ہو گئے۔ وائس آف امریکہ نے بتایا ہے کہ افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے مجاہدین اور کابل حکومت کی فوجوں میں زبردست لڑائی جاری ہے۔ کابل اور قندھار کے درمیان تمام بڑی سڑکوں پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ مغربی سفارتکاروں کے مطابق قندھار سے روسی فوجوں کی واپسی کے بعد شہر کا بیشتر حصہ پر مجاہدین قبضہ کر چکے ہیں۔

مجاہدین نے بار بار حملے کئے

ترمیز (روسی ازبکستان) ۱۲ اگست کابل ریڈیو کے مطابق افغان مجاہدین نے

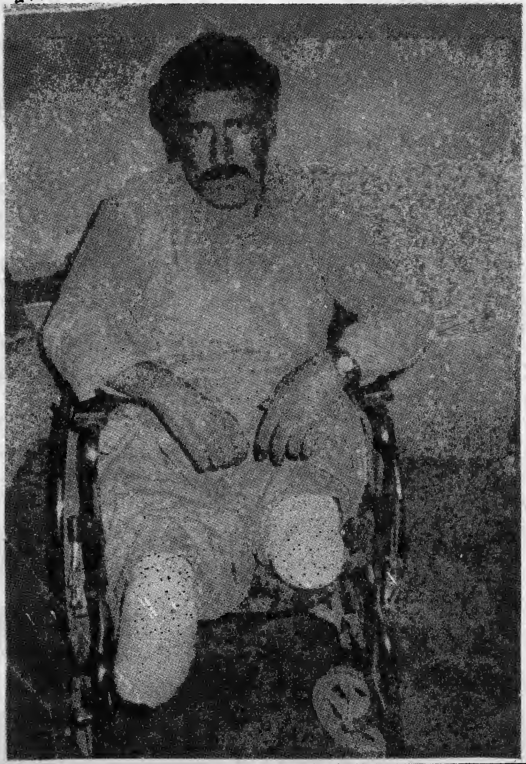

روسی ازبکستان کی سرحد سے ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر کندوز کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے تاہم افغانستان میں روسی فوجوں کے سیاسی نمائندے میجر جنرل لیوسیپیراسٹونوف نے اس کی نہ تو تردید اور نہ ہی تصدیق کی ہے۔ اس سے قبل جمعہ کو کندوز سے ایک ہزار روسی فوجی ترمیز پہنچے تھے۔ سیپیراسٹونوف نے کہا کہ مجاہدین نے دو سو گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلے پر بار بار حملے کئے تاہم انہوں نے جانی نقصان کی کوئی تفصیلات نہیں بتائیں۔

دریں اثناء افغانستان میں اقوام متحدہ کے مبصرین کی جماعت کے سربراہ جنرل راول ہیلمنن نے کہا ہے کہ انہیں امید ہے کہ افغانستان سے روسی فوجیں پروگرام کے مطابق واپس جائیں گی۔

مجاہدین نے کابل کی شمالی اور جنوبی سرحدوں پر کمیونسٹ فوج کو پسپا کر دیا، دارالحکومت کے مغرب میں پغمان کے علاقے میں کمیونسٹ فوجوں کو تازہ دم کمک پہنچ گئی

اسلام آباد ۱۱ راگست۔ وائس آف امریکہ کے مطابق کابل کی مغربی سرحدوں پر مجاہدین کا زور ٹوٹ گیا ہے مگر دارالحکومت کی شمالی اور جنوبی سرحدوں پر مجاہدین نے کمیونسٹ فوجوں کو پسپا کر دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے شمالی صوبہ پکتیا میں ایک اور ملٹری ٹرانسپورٹ طیارہ کو مار گرایا ہے۔ مغربی سفارتکاروں کے مطابق کابل کے مغرب میں پغمان کے علاقہ میں کمیونسٹ فوجوں کو تازہ دم کمک پہنچ گئی ہے۔ قریباً ایک ماہ سے مجاہدین نے پغمان شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔

کمیونسٹ فوجوں کے دباؤ کی وجہ سے مجاہدین کو شہر کے شمالی اور جنوب مشرقی محاذوں کے کچھ مورچوں سے پسپا ہونا پڑا ہے ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے سالانگ شاہراہ مسدود کر کے کمیونسٹ فوجوں کی کئی گاڑیوں پر قبضہ کر لیا ہے مغربی سفارت کاروں کے مطابق گزشتہ ہفتہ کابل پر بارہ راکٹ فائر کئے گئے اس کے جواب میں دارالامان کے علاقہ میں تعینات روسی فوجوں نے مجاہدین پر جواباً راکٹ فائر کئے۔

مجاہدین نے افغانستان کے کئی صوبائی دارالحکومتوں کا محاصرہ کر لیا کابل کے مغرب میں پانچ ہیلی کاپٹر مار گرائے گئے

ایک سو کابل فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے

اسلام آباد ۲۵ راگست۔ مجاہدین نے افغانستان کے کئی صوبوں دارالحکومتوں کا محاصرہ کر رکھا ہے اور قندہار۔ تلات میمیاں۔ ہرات۔ میدان شہر اور صوبائی دارالحکومت کندوز پر اپنا دباؤ بڑھا دیا ہے امریکی ریڈیو وائس آف امریکہ کے مطابق غزنی اور قندہار جزوی طور پر مجاہدین کے کنٹرول میں آ گئے ہیں۔

اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے کندوز

(باقی صفحہ ۶۲ پر)

قافلۂ شہداء

شہید انجنیئر محمد نورؒ

جناب شانو خان کے جواں سال فرزند شہید انجنیئر محمد نور نے بھی اپنا نام ان لازوال ہستیوں میں شامل کرا لیا جن کے بارے میں حافظ شیرازی نے فرمایا ہے:

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جناب شہید محمد نور نے ۱۹۵۵ء میں صوبے کنڑ سب ڈویژن نرنگ کے "ڈنڈونو" نامی گاؤں کے ایک دیندار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ بچپن ہی سے وہ علم سیکھنے کے شیدائی تھے۔ انہوں نے پرائمری تعلیم اپنے علاقے کے ایک مقامی سکول سے حاصل کی اور ۱۹۶۲ء میں "سرکانو" نامی مڈل سکول سے فراغت کی سند حاصل کی اور آخر کار ۱۹۷۱ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مزار شریف کے ٹیکنیکل کالج میں داخلہ لیا۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے فوراً بعد افغانستان میں روس نواز کمیونسٹوں نے نام نہاد "انقلاب ثور" لایا اور اس طرح افغانستان کی پاک فضا مکدر ہو گئی۔ انجنیئر محمد نور نے شبرغان میں "فنی مامور" کی حیثیت سے فرائض بھی انجام دیا۔ لیکن چونکہ افغانستان میں افغان مسلمان عوام کی زندگی کا دائرہ تنگ ہونے لگا تو اس مرد مجاہد نے کاروبارِ زندگی سے منہ موڑا۔ اور اپنے دیگر مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔

جب روسیوں کی ظلم و زیادتی حد سے بڑھ گئی تو وہ جناب ۱۹۷۹ء میں اپنی فیملی کو لے کر ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے۔ پاکستان میں وہ سانس لے کر دوبارہ عازم سنگر جہاد ہوئے۔ انجنیئر محمد نور نے ($9\frac{1}{2}$) سال تک ابو عبیدہ بن جراح رضؓ نامی فرنٹ میں بڑی ایمان داری سے

اپنے فرائض جہادی انجام دیئے۔ اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے ان کے کارنامے مجاہدین راہِ حق کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوں گے۔ ان کے تجربہ کی روشنی میں آگے بڑھتے ہوئے بالآخر مجاہدین اپنی منزل کو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ وہ بہت بہادری سے لڑتے آخر کار ۹ جولائی ۱۹۸۸ء کو ایک خونین معرکے کے دوران دشمن کی طرف سے بچھائی گئی بارودی سرنگ پھٹنے سے جام شہادت نوش کر گئے۔ اور اس طرح اللہ کو پیارے ہو گئے۔

شہید حاجی عیسیٰ خان

شہید حاجی عیسیٰ خان ولد عبداللہ خان ۱۹۵۰ء میں صوبے پروان سب ڈویژن صوفی بابا کے ایک متدین اور شریف گھرانے میں متولد ہوئے جونہی افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" آیا تو اس مردِ میدان نے دین و وطن کے دشمنوں کے خلاف مسلحانہ جہاد کو دنیوی کاموں پر ترجیح دی اور میدانِ کارزار میں کود پڑا۔ کئی معرکوں میں شمولیت حاصل کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار ۱۹۸۱ء میں ایک خونین جھڑپ کے نتیجے میں جام شہادت نوش کر گئے۔ اور اس طرح وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ؕ

شہید محمد حمید

جناب عبدالحمید کے جواں سال فرزند جناب شہید محمد حمید نے صوبے لوگر کے "درانیوں" نامی گاؤں کے ایک شریف، متدین اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے ایک پرائمری سکول میں حاصل کی۔ انہیں حصول علم کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ ان کے والد نے شہید موصوف کو صوبے غزنی کے "سنائی" نامی کالج میں داخلہ دلوا دیا۔ ابھی وہ حصول علم میں مصروف تھے کہ افغانستان میں نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔ اس نوجوان مجاہد نے جہاد کو تعلیم پر ترجیح دی اور تعلیم ادھوری چھوڑ کر مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ کم سن ہونے کے باوجود انہوں نے میدان جہاد میں وہ کارنامے دکھائے جس سے دشمن کے چھکے چھوٹ گئے۔ کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کر کے غازی بنے اور پھر نظامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انہوں نے حضرت علیؓ نامی فوجی اکیڈیمی میں داخلہ لیا۔ جونہی اکیڈیمی کا کورس مکمل ہوا فوراً جہاد کا رخ کیا اور اپنے ہم عزم بھائیوں کے ساتھ دشمن پر درجنوں حملے کر کے انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ بالآخر ۱۹۸۵ء میں کابل انتظامیہ کے خفیہ پولیس (خاد) کے ذریعے وہ جناب شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

شہید یار محمد

شہید یار محمد ولد سمندر خان ۱۹۶۲ء میں صوبے پروان کے سب ڈویژن پنجشیر کے "بازارک" نامی گاؤں کے ایک پرہیزگار محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے والدین کی نیک تربیت کے باعث وہ جناب بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم بازارک کے ایک مقامی سکول سے حاصل کی مگر اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ جونہی

خلاف آواز بلند کی جس کی گونج ساری دنیا میں سنی گئی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی، اسلامی کانفرنس کی تنظیم غیر جانبدار تحریک، یورپی برادری اور جنوب مشرقی ایشیا کے ملکوں کی تنظیم نے اس آواز پر لبیک کہا اور افغانستان میں غیر ملکی فوجی مداخلت کے خلاف کئی قرار دادیں منظور کیں۔ ان تمام قرار دادوں میں وہ چار بنیادی اصول پوری طرح کار فرما رہے جو افغان بحران کے پر امن سیاسی تصفیے کے لئے شہید صدر نے پیش کئے تھے ان کے اس اصولی موقف ہی کا نتیجہ ہے کہ غیر ملکی فوجوں کا افغانستان سے انخلاء شروع ہو چکا ہے اور ۱۵ اگست تک وہاں سے نصف سوویت فوج واپس جا چکی ہے۔

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے بڑی جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پاکستان کی سرزمین پر ہمارے لاکھوں افغان مہاجرین کی دیکھ بھال کی ذمہ داری قبول کی اور اپنے محدود وسائل کے باوجود ہماری تمام بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کا اہتمام کیا ان کا موقف یہ تھا کہ جب تک افغان مہاجرین آبرو مندی کے ساتھ رضاکارانہ طور پر واپس نہیں چلے جاتے اس وقت تک پاکستان اسلامی اخوت اور انسانی ہمدردی کی بناء پر افغان مہاجرین سے اپنا تعاون جاری رکھے گا۔

انہیں ہماری تکالیف، صعوبتوں اور مشکلات کا پورا پورا احساس تھا شہید صدر نے ہمارے مہاجرین سے اپنی ایک تقریر میں فرمایا تھا:

"میں آپ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جب تک آپ یہاں ہمارے پاس ہیں، ہم آپ کی خدمت میں اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے رہیں گے۔"

مختصر یہ کہ ان کی زندگی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بقاء، عالم اسلام کی سربلندی، جہاد افغانستان کی کامیابی اور مظلوم و مجبور انسانوں کو ظالموں کے بے رحم پنجوں سے چھٹکارا دینے کے لئے وقف تھی۔ وہ بڑے دین دار، پرہیز گار، نماز گزار اور غریبوں کے ہمدرد و غمگسار ہستی تھی۔ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق ایک مخلص، سچے اور با اخلاق شخصیت کے مالک تھے وہ اخلاق کا ایک انمول نمونہ تھا۔

ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اور اس جانکاہ حادثے میں جان بحق ہونے والے تمام شہداء کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین پاکستانی عوام، افغان مہاجرین و مجاہدین اور تمام امت مسلمہ کو اس روح فرسا صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ انہیں شہادت کے ارفع درجات سے فائز فرمائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے جانشینوں کو اس اسلامی مشن پر چلنے اور آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: افغان مہاجرین

شیر خوار بچے ماہ جون و جولائی کی گرمی کی شدت میں ریڑیاں رگڑ رگڑ کر جان بحق ہو گئے۔ ان بیچاروں کے پاس بجلی اور بجلی کے پنکھے تو درکنار ان کے پاس دستی پنکھے تک نہیں تھے۔ سال رواں کی گرمی کے باعث ہماری خیمہ بستیوں میں بے شمار افغان موت کا شکار ہوئے۔ بوڑھے اور کمزور افراد لُو کی نذر ہوئے۔ لیکن ہمارا ایمان ہے کہ مشکل انسان کی ہمت کا امتحان لینے آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ تو اپنے نیک بندوں سے آڑے وقت پر امتحان لیا کرتا ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمیں اس امتحان میں سرخروئی سے ہمکنار فرمائے۔

ہماری یہ قربانیاں اس امر کی ایک روشن دلیل ہے کہ ہم دربدری کی ہلاکت بار زندگی کو غلامی کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں

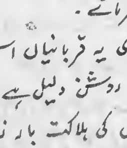

افغانستان میں کیمونسٹ انقلاب رونما ہوا تو اس مرد مومن نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا ایک طویل عرصے تک وہ اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ دشمنوں کے مقابلے میں سینہ سپر رہے۔ کئی معرکوں میں درجنوں

کابل سوویت فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر ان سے بھاری مقدار میں گولہ بارود چھینا۔ آخر کار آٹھ سال مسلسل جہاد کرنے کے بعد ۲۴ ستمبر ۱۹۸۲ء کو دشمن کی بچھائی ہوئی ایک بارودی سرنگ ان کی جان لیوا ثابت ہوئی اور اس طرح وہ شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

شہید محمد کتل خان

جوان سال شہید محمد کتل خان ولد محمد رحیم خان نے صوبے پکتیا کے سب ڈویژن سید کرم کے (ڈانڈدام) نامی گاؤں کے ایک مہذب، دیندار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ وہ بچپن ہی سے جہاد اور شہادت کے شیدائی تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ آرزو عنفوان

جوانی میں پوری کر دی۔ چودہ سال کی عمر میں انہوں نے جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں مجاہد بننے کا شرف حاصل کیا اور کئی معرکوں میں دشمن کے خلاف نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے دشمن کو جانی و مالی نقصان پہنچایا۔ آخر کار ۱۹۸۷ء میں دشمن کے ایک دور مار توپ کے گولے نے ان کے بدن کے پرخچے اڑا دیئے اور اس طرح وہ شہادت کے اعلیٰ مقام حاصل کر کے اللہ کو پیارے ہوگئے۔

شہید سبحان قل

جناب حضرت قل کے فرزند شہید سبحان قل نے ۱۹۶۷ء میں صوبے تخار کے مائی نامی گاؤں کے ایک نہایت شریف، دیندار اور علم دوست گھرانے میں آنکھ کھولی۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے مقامی مدرسے کے علمائے کرام سے حاصل کی مالی حالت بہتر نہ ہونے کے باعث وہ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ چنانچہ اپنے آباء و اجداد کی طرح کھیتی باڑی کا مشغلہ اختیار کیا اور یہی مشغلہ ان کے کنبے کا ذریعۂ معاش تھا۔ جب افغانستان کی پاک فضا پر کفر و الحاد کے کالے بادل اُمنڈ آئے اور نور کی جگہ ظلمت کے اندھیرے اپنے سائے پھیلانے لگے تو اس مرد مجاہد نے دنیوی کاموں کو خیرباد کہہ کر روسی کیمونسٹوں کے خلاف عملی جہاد کا آغاز کیا بے شمار معرکوں میں شمولیت کر کے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا "تالقان" نامی شہر کو دشمنوں کے پنجوں سے آزاد کرانے میں اس مجاہد حق نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا اور اسی بناء انہیں مجاہد ٹیم کا کمانڈر چن لیا گیا۔ آخر کار ۱۹۸۴ء کے ایک خونین معرکے میں وہ بے جگری سے لڑتے ہوئے کام آئے اور جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید عبدالرحمن

شہید عبدالرحمن ولد حضرت قل نے ۱۹۶۷ء میں صوبے تخار کے "مائی" نامی گاؤں کے ایک متدین، پرہیزگار اور علم دوست گھرانے میں آنکھ کھولی۔ بچپن سے انہیں علم سیکھنے کا بہت شوق تھا۔

چنانچہ سات سال کی عمر میں انہیں ایک مقامی اسکول میں داخلہ ملا ابھی وہ صرف چوتھی جماعت کے طالب علم تھے کہ افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب آیا اور افغان مسلمان عوام غلامی کی زنجیریں جکڑے جانے لگے. تو اس مرد مجاہد نے اپنی دینی اور ایمانی ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے تعلیم ادھوری چھوڑ دی. بندوق اٹھائی اور میدانِ جہاد میں کود پڑے. کئی معرکوں میں اس کمسن مجاہد نے اپنی بہادری کے وہ جوہر دکھائے جس سے دشمن انگشت بدندان ہو گئے. آخرکار ۱۹۸۷ء میں اپنے آبائی گاؤں "مائی" میں دشمن کی ایک بے رحم گولی نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور اللہ کو پیارے ہو گئے.

شہید غلام قادر

جناب غلام نبی کے جواں سال فرزند شہید غلام قادر صوبے فاریاب کے "کلہ بوک" نامی گاؤں کے ایک غریب مگر خداپرست گھرانے میں متولد ہوئے جونہی افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام کو نہایت بے دردی سے قتل کیا جانے لگا تو اس فرزند اسلام نے دنیوی کاموں سے منہ پھیرا اور اس عزم کے ساتھ میدانِ جہاد میں کود پڑا کہ سر کٹا کر شہید

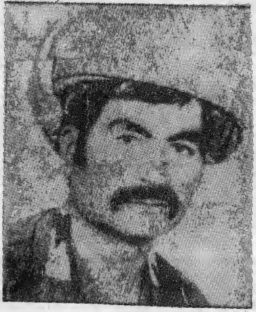

کہلوائے یا پھر کامیاب ہو کر غازی بنے اللہ تعالیٰ نے ان کی ان دونوں آرزوؤں کو پورا کر دیا. کئی معرکوں میں دشمن کے خلاف کامیابی حاصل کر کے غازی بنے اور پھر ایک خونین جنگ کے دوران وہ جناب اپنے تین ہمرزم مجاہد بھائیوں کے ساتھ ایک ہی محاذ پر جام شہادت نوش کر گئے.

شہید محمد اکرم

شہید محمد اکرم ولد شاہ محمود خان صوبے لوگر سب ڈویژن "محمد آغا" کے میرزا جیش نامی گاؤں کے ایک غریب مگر دین دوست اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوئے وہ جناب بچپن ہی سے صوم و صلوۃ کے پابند تھے. شہید محمد اکرم اور شہادت کے شیدائی تھے. جونہی افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا. تو اس مرد مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور دشمن کے خلاف مسلحانہ جہاد کا آغاز کر کے میدان کارزار میں کود پڑا ایک عرصے تک وہ اپنے مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ جہاد کے گرم مورچوں میں مصروف جہاد رہے. کئی معرکوں میں درجنوں کابل سوویت فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہوئے. آخرکار ۱۸ر ۳ر ۱۳۶۷

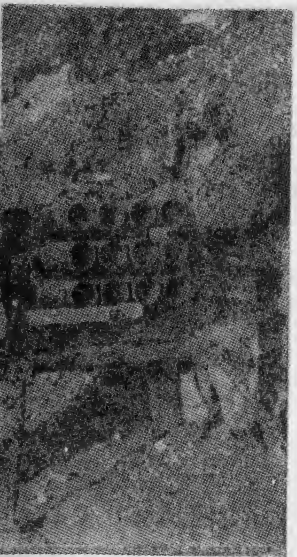

ہرتی کو ایک خونین جھڑپ کے دوران شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے.

بقیہ : اخبار جہاد

میں ایک ٹرانسپورٹ طیارہ اس وقت مار گرایا. جب وہ ہوائی اڈے پر اترنے والا تھا طیارہ میں سوار جملہ ۳۹ افراد ہلاک ہو گئے۔

ادھر مجاہدین کابل کے ساتھ ساتھ مزید دو صوبائی دارالحکومتوں جلال آباد اور گردیز پر بھی روزانہ راکٹوں سے حملے کر رہے ہیں۔ مجاہدین کے ذرائع نے دعویٰ کیا کہ راکٹوں کی فائرنگ سے گردیز اور جلال آباد میں کئی فوجی تنصیبات کو بھی نقصان پہنچا۔

وائس آف امریکہ نے مغربی سفارت کاروں کے حوالہ سے کہا کہ افغانستان کے مذکورہ صوبوں کے اندر اور اطراف واکناف میں مجاہدین اور کابل فوج کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔

ریڈیو تہران کے مطابق مجاہدین نے روس کی سرحد کے قریب افغان صوبے تخار کے قریب باجیہ غرب نامی ایک علاقہ کو آزاد کرا لیا. حملہ کے دوران متعدد فوجی ہلاک و زخمی ہوگئے اور ایک سو سے زیادہ فوجیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

کابل کے ضلع شکر درہ پر مجاہدین کا قبضہ

پشاور. افغان مجاہدین کے ایک ذریعے کے مطابق آزادی پسندوں نے روسیوں اور کابلی فوجیوں کے خلاف زبردست لڑائی کے بعد کابل کے ضلع شکر درہ کو فتح کر لیا ہے. افغان میڈیا ریسورس سنٹر کے پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ یہ کارروائی ۱۰ اگست کو عمل میں لائی گئی جو ۳ دن جاری رہی. ذرائع کے مطابق مجاہدین نے ۴ ٹینک ۲۷ رائفلوں اور بھاری مقدار میں سامان خوراک بھی قبضے میں لے لیا۔

PROPERTY OF ACKU

ہمارا نعرہ

- ہمارا ہدف اللہ تعالیٰ کی رضا۔
- اسلامی تعلیمات ہماری زندگی کی راہنما۔
- خدا کی تائید اور نصرت پر کامل بھروسہ ہمارا ایمان۔
- جہاد فی سبیل اللہ ہماری راہ۔

[redacted]

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا روسی سامراج کی یلغار اور ظلم کے واسطے ہجرت پر مجبور ہو کر پریشانی اور غربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اسلامی کا احیاء

امیر جمعیتِ اسلامی مجاہد فوجی افسروں کی سلامی لے رہے ہیں

PROPERTY OF ACKU

HERAT.

ایک مجاہد روسی بم کا جائزہ لے رہا ہے

مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں

فرمانِ الٰہی

مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات درست کرو۔ (الحجرات - ۱۰)

تشریح

یہ آیت دنیا کے تمام مسلمانوں کی ایک عالمگیر برادری قائم کرتی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے کہ کسی دوسرے دین یا مسلک کے پیروؤں میں وہ اخوت نہیں پائی گئی ہے۔ جو مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے اس حکم کی اہمیت اور تقاضوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بکثرت ارشادات میں بیان فرمایا ہے جن سے اس کی پوری روح سمجھ میں آسکتی ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین باتوں پر بیعت لی تھی۔ ایک یہ کہ نماز قائم کروں گا۔ دوسرے یہ کہ زکوٰۃ دیتا رہوں گا۔ تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کا خیرخواہ رہوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت حرام ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اور اس کی تذلیل نہیں کرتا۔ ایک آدمی کے لئے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ آپؐ کا ارشاد روایت کرتے ہیں کہ گروہ اہل ایمان کے ساتھ ایک مومن کا تعلق ویسا ہے جیسا سر کے ساتھ جسم کا تعلق ہوتا ہے وہ اہل ایمان کی ہر تکلیف کو اسی طرح محسوس کرتا ہے جس طرح سر جسم کے ہر حصے کا درد محسوس کرتا ہے ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا ہے، مومنوں کی مثال آپس کی محبت، وابستگی اور ایک دوسرے پر رحمت و شفقت کے معاملہ میں ایسی ہے۔ جیسے ایک جسم کی حالت ہوتی ہے کہ اس کے کسی عضو کو بھی تکلیف ہو تو سارا جسم اس پر بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

حرصِ دُنیا کا انجام

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو دسترخوان کی طرف دعوت دیتے ہیں اسی طرح عنقریب ایسا ہوگا کہ قومیں تم پر ٹوٹ پڑیں گی۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ کیا ایسا ہماری تعداد کی قلت کی بنا پر ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت تعداد میں بہت ہوں گے۔ لیکن تمہاری حیثیت خس و خاشاک سے زیادہ نہیں ہوگی۔ دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رُعب اٹھ جائے گا۔ اور تمہارے اندر "وہن" کی بیماری پیدا ہو جائے گی آپؐ سے سوال کیا گیا کہ "وہن" کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

تشریح:

اس حدیث پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کو اس بڑے وقت سے آگاہ کیا ہے۔ جب وہ اپنی تعداد کی کثرت کے باوجود دنیا میں بے حقیقت اور بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گے۔ اس کی پوری پوری نشاندہی اس ارشادِ نبوت میں کر دی گئی ہے۔ اور اگر اس بات کا ذرا گہری نظر سے جائزہ لے لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس ذاتِ گرامی نے کہ جس کے سر اقدس پر نسل انسانی کی امامت کا تاج جگمگا رہا ہے اور جو اللہ کے بندوں کو اللہ کی ہدایت سے فیض یاب کرنے کے لئے اس دنیا میں مبعوث فرمائے گئے اور اسود و احمر کی طرف جنہیں بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا اور جہاں انہیں کار رسالت کی انجام دہی کے لئے مقرر فرمایا گیا وہیں اس تمام ہدایت کاملہ کے لئے نمونۂ عملی بھی انہیں ہی قرار دیا گیا اور ان کی سیرت کے نور نے ہدایت کے اس راستے کو پوری طرح روشن کر دیا کہ جس پر چل کر ہی کوئی شخص دنیا میں آبرو مندی، سکون و عافیت اور محبوبیت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے اور پھر یہی راستہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے انعام کی جنت تک جاتا ہے۔

لہٰذا جس طرح ایک ہادی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ راستہ کے سارے نشانات منزل پوری طرح واضح کر دے۔ راستے پر چلنے کے لئے جو اندازِ رفتار اور اوقاتِ کار ضروری ہیں ان کی حدبندی فرما دے زادِ راہ کے بارے میں بھی آگاہی عطا فرما دے اور ان خطرات کی بھی ٹھیک ٹھیک وضاحت کر دے جو مسافروں کو راستے میں پیش آتے ہیں اور جن سے بچے بغیر منزل مقصود تک رسائی ممکن نہیں ہے۔

لہٰذا جب ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی ہدایات پر غور کرتے ہیں۔ تو ان میں ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کے سلسلے میں یہ ساری وضاحتیں اور ہدایتیں پوری طرح مل جاتی ہیں اور یہی شرف و امتیاز ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادتِ کبریٰ اور ہدایت عظمیٰ کا لازمہ ہے کہ ان کی قیادت ہمہ گیر بھی ہے اور عالمگیر بھی۔ اور کیونکہ ان کی امت نے قیامت تک ان کے نظام کو برپا بھی کرنا ہے اور اسے قائم بھی رکھنا ہے لہٰذا اس کے لئے یہ بات بہت ہی ضروری تھی کہ ایسی امت کے لئے ہادی بھی ایسا ہی ہو کہ

جس کا نمونۂ عمل بھی ہمہ گیر ہو اور جس کی ہدایت کے اصول بھی اس عالمگیریت کو ملحوظ رکھیں تاکہ یہ فریضۂ ہدایت قیامت تک کے لوگوں کی رہنمائی کر سکے۔

اس حدیث پاک میں جو پہلی بات ارشاد فرمائی گئی ہے وہ یہ تنبیہہ ہے کہ یہ امت جو آج اللہ تعالیٰ کے دین کو برپا کرنے کے لئے اٹھی ہے اس پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ دشمن اقوام اسے لقمۂ تر سمجھ کر اس پر ٹوٹ پڑیں گی۔

گویا یہ آنے والے زمانے کے لئے ایک پیشگوئی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔ اور اس ارشاد کا مدعا محض یہ نہیں ہے کہ بس یہ سوچ کر بیٹھ جایا جائے کہ چونکہ پیغمبر آنے والے دور کے لئے ایک ایسی بات فرما چکے ہیں لہٰذا اسے تو پورا ہونا ہی ہے تو پھر کسی فکر کی یا اپنے اعمال پر غور کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اس عہد کی اس مصیبت سے بچنے کے لئے کسی تدبیر کا کرنا کیا ضروری ہے۔ کیونکہ اسے تو بہر حال آنا ہی ہے اور اس وقت ہمیں ایسا ہو ہی جانا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ انداز فکر و نظر تبہات کے ساتھ اہل ایمان کا نہیں ہو سکتا کیونکہ قرآن کریم ان سب لوگوں کو جو دائرہ اسلام میں آئے ہیں اور جنھوں نے قرآن و سنت کو اپنا رہنما قرار دیا ہے۔ ان کی یہ ذمہ داری قرار دیتا ہے کہ وہ فرد سے لے کر جماعت تک اللہ کے دین کے قیام کو اپنا مشن بنائیں اور ہر اس برائی بدی اور مصیبت کا قلع قمع کر دیں۔ جو ان کے اس مشن کے راستے کی رکاوٹ ہو اور اس روشنی کو عام کریں۔ جو اسلامی تعلیمات کو افراد کی سیرت سازی سے لے کر جماعت کی وحدت تک اور نظام حاکمیت کی صلاحیت سے لے کر صلاحیت تک پر حاوی کر دے۔ یہی مقصد زندگی ہے۔ جو اسلام متعین کرتا ہے اور اسی کی ہدایت کے لئے یہ سارا اہتمام وحی و نبوت ہے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس حدیث پاک میں ایک خاص بات ارشاد فرمائی ہے۔ تو اس کا مدعا اس وقت سے ڈرا کر محروم عمل کر دینا نہیں بلکہ ایسے برے وقت کی نشاندہی کر کے اس کی تباہ کاری سے بچنے اور ایسے وقت میں ان کمزوریوں کا سدباب کر کے ان سے محفوظ ہو جانے کی تعلیم دینا ہے۔

لہٰذا پہلے یہ بات کہی گئی کہ دیکھو وہ زمانہ بھی آ رہا ہے۔ جب ایسا ہوگا۔ اس سے بچنے کی تیاری کرو۔ ایسے حالات نہ پیدا ہونے دو کہ وہ وقت امتِ مسلمہ پر آ کر مسلط ہو جائے کہ یہ جماعت جو دنیا بھر کے لئے ایک مبلغ اور داعیٔ حق جماعت ہے اور جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں غالب کرنے کا کام لیا جانا ہے یہ باطل اقوام اور باطل نظریات سے مغلوب ہو جائے۔

اس مفہوم کے بعد پھر اس بات پر بھی غور کر لیا جائے کہ حضورؐ کی یہ بات سن کر صحابہؓ میں سے ایک صاحب کا یہ سوال کرنا کہ کیا اس وقت ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ اقوام عالم ہمیں بے حقیقت سمجھ کر ہم پر ٹوٹ پڑیں اور ہمیں پامال کر دیں؟ جواب دیا کہ نہیں ایسا قلت تعداد کی بنیاد پر نہیں ہوگا۔ بلکہ تمہاری تعداد تو اس وقت بہت ہوگی۔

فرمایا گیا کہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب اٹھ جائے گا اور رعب و ہیبت جو چیز پیدا کرتی ہے وہ طاقت اور تعداد کی کثرت نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو اتحاد و یگانگت، فکر و عمل کی وحدت اور جذبے کی شدت ہے یہ ساری خوبیاں جب کسی فرد یا گروہ میں پیدا ہو جائیں۔ تو اس کے دشمن اس سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اور جب کسی قوم کے اندر سے اتحاد ختم ہو جائے اور انتشار فکر و عمل راہ پا لے تو بڑی سے بڑی تعداد بھی کہیں کوئی نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔ اس بات کی صداقت پر پوری انسانی تاریخ گواہ ہے اور خود آج کا عالم اسلام اس بات کی منہ بولتی تصویر ہے کہ کثرتِ تعداد کے باوجود مسلمان عدم اتحاد کی وجہ سے ساری دنیا میں بے حیثیت اور بے وقعت ہو چکے ہیں۔ ان کی وہ ہوا اکھڑ چکی ہے جسے اللہ کے دین سے مخلصانہ وابستگی اور یگانگت نے پیدا کیا تھا۔ لہٰذا آپ دیکھ لیجئے کہ یہ سب کچھ ہماری نظروں کے سامنے ہے اور ہم اتنے بہت ہونے کے باوجود دنیا میں قطعی بے وزن ہو کے رہ گئے ہیں

حدیث کے آخری حصہ میں پھر اصلی بیماری کی تشخیص بیان کر دی گئی ہے کہ جو اس بے وقعتی اور بربادی کا بنیادی سبب ہے۔ فرمایا گیا کہ تم میں "وہن" کی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ اور یہ بیماری ہے دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جناب صدر جنرل محمد ضیاالحق کی شہادت پر

جمعیت اسلامی افغانستان کے قائد

جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کا غم انگیز پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پچھلے دنوں ایک ہوائی حادثہ میں دورِ حاضرہ کے مردِ مومن اور مردِ حق صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی اچانک اور بے وقت وفات کی دلخراش خبر سن کر پاکستان میں مقیم مہاجرین اور مجاہدین کو ایک ناقابلِ برداشت صدمہ پہنچا۔ شہید صدر نے امتِ مسلمہ کی بھلائی اور قیام کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ ان کی وفات دنیائے اسلام کا مشترکہ سانحہ ہے۔

آپ کی وفات سے دنیا ایک عظیم مدبر سے محروم ہوگئی ہے۔ ان کی وفات سے نہ صرف پاکستان بلکہ اس پورے خطے کو ایک ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مرحوم صدر مسلمان ممالک میں اتحاد کے داعی اور مجاہدین افغانستان کی کامیابی کے لیے دن رات دست بدعا تھے۔ اسلام کے لیے آپ کی انتھک کوششیں تاریخ کا ایک سنہری باب بن چکا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم صدر کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین